گُناہوں کو دھوڈالنے والے اعمال

تالیف
تفضیل احمد ضیغم

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

گناہوں کو
دھو ڈالنے
والے اعمال

گناہوں کو دھو ڈالنے والے اعمال

تفضیل احمد ضیغم

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر

عرض مولف

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں انسانوں کے لئے اور تمام کائنات کیلئے اصول وضوابط مقرر کر دیئے ہیں۔ دنیا میں بھی قرآن حکیم کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق فیصلہ ہوگا اور آخرت میں بھی انہی اصولوں کو سامنے رکھ کے حساب ہوگا۔ جو ان اصولوں کی پابندی کرے گا بلا شک وشبہ وہ جنتی ہے اور جو ان کی خلاف ورزی کرے گا اس سے معاملہ سخت ہوگا۔ تمام نسل انسانی کیلئے قرآن حکیم ایک رُول بک ہے اس کے اصولوں پر چلنا نیکی ہے اور اس کے اصولوں کی خلاف ورزی کرنا بدی ہے۔ نیکی اور بدی اگرچہ ایسا مادی وجود تو نہیں رکھتیں کہ جنہیں آنکھوں سے دیکھا اور ہاتھوں سے چھو کے محسوس کیا جا سکتا ہو۔ ہاں اس کے اثرات کو ضرور محسوس کیا جا سکتا ہے جس طرح بخار کا وجود آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا لیکن مریض پر اس کے اثرات دکھائی دیتے ہیں۔ بخار بدن کو توڑ پھوڑ کے رکھ دیتا ہے اور سکون وقرار ختم کر دیتا ہے اسی طرح بدی کرنے والا اس کے اثرات کو یوں محسوس کرتا ہے کہ اس کے دل سے چین وقرار لٹ جاتا ہے۔ بدی کا غیر مرئی وجود اس کے دل میں کھٹکتا رہتا ہے۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ "اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاکَ فِیْ صَدْرِکَ وَ کَرِھْتَ اَنْ یَطَّلِعَ عَلَیْہِ النَّاسُ." (۱)

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو ناپسند کرے اس بات کو کہ لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے۔"

معلوم ہوا کہ گناہ دل میں کھٹکتا رہتا ہے اور آدمی کو بے چین کر دیتا ہے یہ صرف دنیاوی اثرات ہیں قرآن حکیم کی ایک مثال سے ان اثرات کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

(۱) (صحیح مسلم کتاب البر والصلہ)

بنی اسرائیل کا ایک طالوت نامی بادشاہ کافر قوم عمالقہ سے جہاد کے لئے نکلا اس کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں بنی اسرائیل کا ایک بڑا لشکر تھا۔ سفر کی طوالت نے تھکا دیا۔ پیاس بھی ستانے لگی راستے میں ایک نہر پڑتی تھی۔ طالوت نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَ مَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّيْ إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ.

ترجمہ:- بے شک اللہ رب العزت تمہیں ایک نہر سے آزمانے والے ہیں سو جس نے اس سے پانی پی لیا وہ میرے ساتھیوں سے نہیں ہوگا اور جس نے نہ پیا وہ یقیناً میرے ساتھیوں میں سے ہے مگر جس نے ایک چلو اپنے ہاتھ سے بھر لیا (اسے معافی ہے)

گویا اس نہر سے چلو سے زیادہ پانی پینا اللہ کی نافرمانی تھا اور خود پر کنٹرول کر لینا فرمانبرداری تھا لیکن وہ خود پر قابو نہ رکھ سکے جب نہر آئی تو ماسوائے چند آدمیوں کے باقی سب نے سیر ہو کر پانی پیا اب اس نافرمانی کے اثرات کیا ہوئے اللہ تعالیٰ نے نیکی کا جذبہ چھین لیا۔ حالانکہ اپنے گھروں کو چھوڑ کے رب کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے آئے تھے۔ ایک لمبی مسافت بھی طے کر چکے تھے لیکن گناہ کے دلوں پر اثرات کیا ہوئے قرآن کہتا ہے:

فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهِ.(۱)

ترجمہ:- ''پھر جب (اس نہر کو) عبور کیا (طالوت نے) اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے (تو نہر سے پانی پینے والے نافرمانوں نے) کہا آج ہم میں (کافر بادشاہ) جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلہ کی قوت نہیں ہے۔''

ان سے گناہوں نے قوت کو چھین لیا تھا جہاد جیسی عظیم نیکی کا جذبہ ایک گناہ کی وجہ سے ان کے دلوں سے مدھم پڑ گیا یہ سب گناہوں کے دنیاوی اثرات ہیں اور آخرت میں گناہ کیا کردار ادا کریں گے۔۔۔۔؟ اس کے لئے اللہ نے ایک اصول مقرر کر دیا ہے

(۱) (البقرة ۲۴۹)

اُسی کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ فرمایا:

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَ اٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی. (۱)

ترجمہ:- سو جس نے سرکشی کی (حد سے بڑھ گیا) اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔"

چونکہ ہر گناہ نافرمانی ہے اور نافرمانی ہی سرکشی ہے اور نافرمانی یا سرکشی آدمی اس وقت کرتا ہے جب وہ دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے اور آخرت کو بھول جائے تو ایسا نافرمان سرکش آدمی جہنم کا ایندھن بن کے رہ جائے گا یہ گناہوں کی آخرت میں سزا ہے اور یہ اصول تمام لوگوں کیلئے ہے۔ رہا وہ جو نیکی کرتا ہے اور جنت میں جانے کا متمنی ہے اس کے لئے بھی دوٹوک الفاظ میں ایک اصول مقرر کردیا اور یہ اصول بھی کائنات کے تمام افراد کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی. فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی. (۲)

"اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور نفس کو خواہش سے روک لیا تو جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔"

لیکن عرش والا رب بڑا رحیم و کریم ہے اس کی غفور الرحیمی دیکھیئے! اگر کوئی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے راندہ و دھتکارا انسان جہنم کے قریب پہنچ جائے وہ گڑھے میں گرا ہی چاہتا ہو تو بعض دفعہ ایسے نازک موقع پر اچانک اللہ کی رحمت جھوم کے اس کے نامہ اعمال کی سیاہیوں پر برس پڑتی ہے وہ گناہوں سے بالکل پاک و صاف ہو کے جنت کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ اس کی وجہ کچھ ایسے اعمال بنتے ہیں جن میں اللہ عزوجل نے گناہوں کو دھونے کی تاثیر رکھی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے پانی میں پیاس بجھانے کی تاثیر رکھی' آگ میں گرمی اور زمین میں انگوریاں اگانے کی صفت رکھی' اگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو ان کی مخصوص تاثیر

(۱) (النازعات)

(۲) (النازعات آیت ۴۰۔۴۱)

سے عاری کردے تو ہم کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔اسی طرح اللہ رب العزت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کچھ ایسے اعمال امت مسلمہ کیلئے بیان فرما دیئے جن میں گناہوں کو دھونے کی مخصوص قوت وتاثیر رکھی گئی ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بکھرنے والے یہ خوشبو بھرے پھول ہیں۔

میں نے کتب احادیث سے ان پھولوں کو چن کے ایک مہکتا گلدستہ بنانے میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ تمام روایات صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے ہوں۔دوسری کتابوں سے جو روایات مضمون سے متعلقہ مجھے ملیں انہیں بھی شیخین کی کتابوں میں تلاش کرنے کی سعی کی اور یہ التزام اس لئے کیا ہے کہ موجودہ دور میں فضائل سے متعلقہ موضوع اور ضعیف روایات بھی بیان کردی جاتی ہیں۔جس سے عوام میں یہ تاثر پیدا ہو چلا ہے کہ جس روایت میں کسی عمل کی بے انتہاء فضیلت ہو وہ ضعیف روایت ہوتی ہے۔اس کی وجہ وہ حکایات بنی ہیں جو بلا تحقیق اور بلا سند وحوالہ کے بیان کرکے ثواب کو ضرب وتقسیم سے لاکھوں تک پہنچایا اور بیان کیا جاتا ہے۔حالانکہ صحیح روایات میں فضیلت والے کتنے ہی اعمال موجود ہیں جو ہماری دنیاوی اور اخروی زندگی کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔زیر نظر کتاب ایسے ہی چند اعمال پر مشتمل ہے جن پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ گناہوں سے پاک کردیتے ہیں۔ان احادیث کو جمع کرنے سے میری مراد اپنی اصلاح ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ جیسے نامہ سیاہ اعمال کو بھی ان لوگوں میں شامل فرمادیں جو ایسے نیک اعمال کرنے والے ہیں۔

تفضیل احمد ضیغم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اللہ ﷺ اگلی پچھلی سب خطاؤں سے پاک کردیئے گئے

گناہوں کو دھونے والے اعمال کون سے ہیں۔۔۔؟

ایسے اعمال کو بیان کرنے سے پہلے ہم چند احادیث کی روشنی میں اس ذات مقدسہ کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں۔ جنہیں اللہ رب العزت نے تمام کائنات سے افضل واعلیٰ پیدا کیا اور جن کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرما دیئے پھر انہوں نے اپنے گناہ گار امتیوں کیلئے بھی اپنی پیاری مشک بھری زبان سے وہ اعمال چن چن کے بیان فرما دیئے جو اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس ضمن میں ہم محض تین روایات بیان کریں گے جو آپ کی حیات مقدسہ کے مختلف مقامات سے لی گئی ہیں۔

(۱) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهُ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ "اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا." (۱)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم (تہجد کی نماز میں اتنا لمبا) قیام کرنے لگے کہ آپ کے پاؤں سوج گئے آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرما

---

(۱) (صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب قولہ لیغفرلك اللہ)

دیئے ہیں (پھر آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں) فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(۲) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ جَآءَ ثَلَاثَۃُ رَھْطٍ اِلٰی بُیُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَۃِ النَّبِیِ (صلی اللہ علیہ وسلم) فَلَمَّا اُخْبِرُوْا کَاَنَّھُمْ تَقَالُّوْھَا فَقَالُوْا وَ اَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَحَدُھُمْ اَمَّا اَنَا فَاِنِّیْ اُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا وَ قَالَ آخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّھْرَ وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَیْھِمْ فَقَالَ "اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّی لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَ اَتْقَاکُمْ لَہٗ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَ اُفْطِرُ وَ اُصَلِّیْ وَ اَرْقُدُ وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ." (۱)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھر آئے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں سوال کیا جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے اس عبادت کو کم خیال کیا کہنے لگے۔ کہاں ہم اور کہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گے ہیں۔ (ہم گناہ گار لوگ ہیں ہمیں عبادت زیادہ کرنی چاہئے) پس ان میں سے ایک کہنے لگا میں تو ساری عمر رات بھر نماز پڑھا کروں گا اور دوسرے نے کہا میں زمانہ بھر روزہ دار رہوں گا اور کبھی (دن کو) افطار نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہ کراؤں گا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم لوگ ہو جنہوں نے ایسی باتیں کہیں۔۔۔۔؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور میں تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں اور (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا

(۱) (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح)

بھی ہوں اور میں نے عورتوں سے نکاح بھی کر رکھے ہیں پس جس نے میرے طریقے سے منہ پھیر لیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔" روایت میں مذکور ہے کہ تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ الفاظ کہے تھے:

"قَدْ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ۔"

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔"

(۳) حدیث شفاعت: میں ہے کہ قیامت کی حشر خیز گرمی میں جب کوئی کسی کا پرسانِ حال نہیں ہوگا ہر کسی کو اپنی جان کی فکر ہوگی' تکلیف سے بے قابو ہو کر لوگ آپس میں کہیں گے:

"دیکھو کیسا سخت وقت آ پہنچا ہے کوئی ایسا آدمی تلاش کرو جو تمہارے رب کے حضور سفارش کر سکے۔ چنانچہ ایک دوسرے سے مشورہ کے بعد وہ کہیں گے کہ تمہیں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جانا چاہئے' لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ ابوالبشر ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا' اپنی روح پھونکی' فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں آپ کو سجدہ کیا' آج اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کر دیں' آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں اور کس حال کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے آج میرا رب اتنے غصے میں ہے نہ اس سے پہلے کبھی اتنے غصے میں آیا اتنا غصہ ہوا نہ اس کے بعد کبھی آئے گا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے جنت میں درخت کے قریب جانے سے منع فرما دیا تھا لیکن میں نافرمانی کر بیٹھا' جس کی وجہ سے مجھے اپنی جان کی فکر ہے' تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ' نوح کے پاس چلے جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے' اے نوح! آپ اہل زمین کی طرف سب سے پہلے رسول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شکر گزار بندہ (عبداً شکوراً) کہا ہے۔ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کر دیجئے۔ آپ دیکھ رہے ہیں ہماری کیا حالت ہو رہی ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے آج میرا رب اتنے غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی

اتنے غصے میں آیا نہ اس کے بعد کبھی اتنے غصے میں آئے گا اور میں نے اپنی قوم کیلئے بددعا کی تھی اس لئے آج تو مجھے بس اپنی جان کی فکر ہے' تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے' اے ابراہیم علیہ السلام! آپ اللہ کے نبی اور اس کے خلیل ہیں اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کر دیجئے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ آج میرا رب اس قدر غصے میں ہے کہ اس سے پہلے کبھی اس قدر غصے میں نہیں آیا اور نہ اس کے بعد آئے گا۔ میں نے تین جھوٹ بولے تھے جس کی وجہ سے مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ میرے علاوہ تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ' ہاں موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے' اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت سے آپ کو فضیلت عطا فرمائی اور آپ سے ہم کلام ہو کر سارے لوگوں پر فضیلت دی۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش کر دیجئے۔ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہماری حالت کیا ہو رہی ہے۔۔۔؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے آج تو میرا رب اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنا غصہ میں آیا اور نہ اس کے بعد اتنا کبھی غصے میں آئے گا۔ دنیا میں' میں نے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا جسے قتل کرنے کا مجھے حکم نہ تھا تم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول اور کلمۃ اللہ ہیں جسے اللہ نے مریم کی طرف القا کیا اور اللہ کی روح ہیں۔ آپ نے بچپن میں گود میں رہ کر لوگوں سے باتیں کیں۔ آج ہمارے لئے اللہ کے ہاں سفارش کر دیجئے' آپ دیکھ ہی رہے ہیں ہماری کیا حالت ہو رہی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے کہ آج میرا رب اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسا غصہ میں آیا اور نہ اس کے بعد کبھی اس قدر غصے میں آئے گا۔ جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نفسی نفسی کہیں گے اور فرمائیں گے میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَ قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ اَلَاتَرٰی اِلٰی مَا نَحْنُ فِیْہِ فَاَنْطَلِقُ نَآتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلَیَّ مِنْ مُحَامِدِہٖ وَ حُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَیْہِ شَیْئًا لَمْ یَفْتَحْہُ عَلٰی اَحَدٍ قَبْلِیْ ثُمَّ یُقَالُ یَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَکَ سَلْ تُعْطَہ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ. (۱)

"پھر سب لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نیا آپ کے پچھلے اور اگلے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اپنے رب کے حضور ہمارے لئے سفارش فرما دیجئے۔ آپ دیکھ ہی رہے ہیں ہماری کیا حالت ہو رہی ہے۔ چنانچہ میں چل پڑوں گا اور عرش کے نیچے پہنچ کر اپنے رب تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر پڑوں گا اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی حمد و ثنا کے وہ کلمے میرے دل میں ڈال دیں گے کہ جو اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتائے۔ پھر ارشاد ہوگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا سر اٹھائیں اور سوال کریں آپ کو عطا کیا جائے گا' آپ سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔"

مذکورہ حدیث سے پتہ چلا کہ:

میدان محشر میں امتوں کے لوگ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں مخاطب کر رہے ہوں گے:

"قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ."

"محبوب! اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔"

خود اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس بات کا اعلان کر دیا ہے۔

"اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا. لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ

---

(۱) (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ذریۃ من حملنا مع نوح---)

وَمَا تَأَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا." (۱)

"بے شک (اے نبی) ہم نے تجھے کھلی فتح عطا کر دی تا کہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی ساری لغزشیں معاف کر دے اور تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کرے اور تمہیں سیدھی راہ کی ہدایت کرے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود تو گناہوں سے دھلے ہی ہوئے تھے گناہ گار امتیوں کا میلا دامن انہیں غم زدہ کر دیتا ہے وہ جو پتھر مارنے والوں کی اصلاح کیلئے راتوں کی تاریکیوں میں آنسو بہایا کرتے تھے وہ امت کے کندھوں پر گناہوں کی گٹھڑیاں دیکھ کر خوش کیوں کر ہو سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں وقتاً فوقتاً ہمیں کئی ایسے اعمال بتا دیئے جن سے اللہ کی ناراضگی بھی دور ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ گناہوں کو بھی دھو دیتے ہیں۔ ایسے اعمال حدیث کے سنہرے لباس میں پھولوں کی طرح بکھرے خوشبو لٹا رہے ہیں۔ آئندہ صفحات پر ہم پھولوں کے یہی گلدستے سجا رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (سورة الفتح)

وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا

وہ اعمال جن سے آدمی کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ان میں پہلا عمل یہ ہے کہ آدمی کامل توجہ سے وضو کرے تمام اعضاء وضو کو پانی سے اچھی طرح دھوئے اور پھر وضو کے بعد دو رکعت خشوع وخضوع سے تحیۃ الوضوع کے طور پر ادا کرے۔ اس چھوٹے سے عمل کی جزا یہ ہے کہ اللہ رحیم وکریم بندے کے سابقہ گناہوں کو اپنی رحمت کے چھینٹوں سے دھودیتے ہیں۔

حضرت حمران جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے وہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّهُ رَاى عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوءٍ فَافْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْوُضُوءِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَ اسْتَنْثَرَثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاسِهِ ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا وَ قَالَ **"مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَاللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ."** (۱)

ترجمہ:۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت عثمان نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر برتن سے پانی ڈالا ان کو تین مرتبہ دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا۔ اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور ناک کو جھاڑا پھر اپنا چہرہ تین مرتبہ دھویا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک

(۱) (بخاری کتاب الوضوء باب المضمضة فی الوضوء)

تین مرتبہ دھویا پھر اپنے سر کا مسح کیا اس کے بعد ہر پاؤں تین تین بار دھویا پھر فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وضو کرتے ہوئے' آپ نے میرے اس وضو جیسا وضو کیا اور فرمایا جو کوئی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں (تحیۃ الوضوء) کی پڑھے اور ان میں اپنے دل میں مختلف خیالات لے کر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف فرما دیں گے۔"

ایک اور روایت میں الفاظ یوں ہیں:

فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا لَوْ لَا آيَةٌ مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ (صلى الله عليه وسلم) يَقُوْلُ **"لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ يُحْسِنُ وُضُوْءَهُ وَ يُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الصَّلَاةِ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا"** قَالَ عُرْوَةُ الْآيَةَ۔ **"إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ"** (۱)

ترجمہ:- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب وضو کر چکے تو کہنے لگے میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں اگر قرآن کی ایک آیت نہ ہوتی تو میں تم کو حدیث نہ سناتا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے (اور اس کے بعد) نماز پڑھے (کوئی فرض نماز) تو جتنے گناہ اس نماز سے دوسری نماز کے پڑھنے تک ہوں گے وہ بخش دیئے جائیں گے۔ عروہ نے کہا آیت یہ ہے: ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات"

مکمل آیت مع ترجمہ کے یوں ہے:

"إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَ الْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ.

ترجمہ:- "بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان چیزوں کو جو ہم نے نازل کیں روشن دلیلوں اور ہدایت سے اس کے بعد کہ ہم نے اپنی کتاب میں انہیں لوگوں کیلئے کھول کر بیان کر دیا ہے (اور جو لوگ ان دلائل کو چھپاتے ہیں) یہی وہ لوگ ہیں کہ لعنت کرتا ہے ان پر اللہ تعالیٰ

(۱) (صحیح بخاری کتاب الوضوأ باب الوضوء ثلاثا ثلاثا)

اور لعنت کرتے ہیں ان پر لعنت کرنے والے"

مذکورہ دونوں روایات میں دو مختلف طریقوں سے گناہوں کی معافی کا ذکر کیا گیا ہے پہلی روایت میں سابقہ تمام گناہوں (ماسوائے کبیرہ کے) کی معافی کا ذکر ہے اور یہ اس وقت ہے جب آدمی اچھی طرح وضو کر کے پھر تحیۃ الوضو کے طور پر دو نفل ادا کرتا ہے اور دوسری روایت میں ایک نماز سے دوسری نماز تک کے گناہوں کی معافی کا ذکر ہے اور یہ اس وقت ہے جب آدمی اچھی طرح وضو کرنے کے بعد فرضی نماز ادا کرتا ہے اور دونوں روایات کو ملا کر مطلب یہ نکلتا ہے کہ وضو کرنے کے بعد جب کوئی تحیۃ الوضوء کے دو نفل ادا کرتا ہے اور پھر نمازیوں کے ساتھ مل کر فرضی نماز ادا کرتا ہے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری نماز آنے تک کے وقفہ میں جتنے اس سے صغیرہ گناہ سرزد ہوں گے وہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔

فوائد:-

گناہوں کی معافی کے علاوہ مزید ہمیں ان روایات سے جو مسائل ملتے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی کیفیت یہی ہے کہ اعضاء وضو کو ترتیب کے ساتھ دھویا جائے اور کس ترتیب سے دھونا ہے حدیث نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔

☆ وضو کے بعد دو نوافل ادا کرنا مستحب ہیں اور اجر عظیم کا باعث ہیں۔

☆ اعضاء وضو کو تین مرتبہ دھونا مستحب ہے اور تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھونا چاہیئے۔

☆ وضو کو احسن طریقے سے کرنا عبادات کا حصہ ہے۔

☆ نماز گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے اور نیک اعمال صغیرہ گناہوں کیلئے کفارہ بن جاتے ہیں۔

☆ علم کا کا چھپانا بندے کو اللہ کے ہاں ملعون بنا دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نماز کیلئے وضو کرنا

جس طرح وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل ادا کرنے سے گناہ دھل جاتے ہیں اسی طرح وضو بذات خود خطاؤں کو دھو والی چیز ہے۔طبّی نقطہ نگاہ سے وضو طبیعت میں چستی اور نشاط پیدا کرنے کا موثر ذریعہ ہے۔جس سے چہرہ اور آنکھوں کو تر و تازگی ملنے کے ساتھ ساتھ اعصابی تھکن بھی دور ہو جاتی ہے اور روحانی و شرعی اعتبار سے وضو کرنا ایسا متبرک فعل ہے کہ اس سے گناہوں کا میل کچیل دھل جاتا ہے اور نیکی کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَ يَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَ اِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ." (۱)

"کیا میں تمہاری راہنمائی نہ کروں ایسے کاموں پر جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں اور ان کے ساتھ درجات کو بھی بلند کر دیتے ہیں لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ بتائیے۔۔۔؟ تو آپ نے فرمایا وضو کا پورا کرنا سختی اور تکلیف میں (جیسے سخت سردی یا بیماری میں وضو کرنا) اور مسجد کی طرف قدموں (کی تعداد) کثرت ہونا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہی رباط ہے۔"

---

(۱) (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ)

اور مسلم کی ہی ایک لمبی روایت میں ہے جس میں حضرت عمرو بن عبسہ کے اسلام لانے کا واقعہ بیان ہوا ہے جس کے آخر میں عمرو بن عبسہ نبی ﷺ سے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں:

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْوُضُوْءُ حَدِّثْنِي عَنْهُ قَالَ "مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْءَهُ فَيُمَضْمِضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَنْتَثِرُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهِ ثُمَّ إِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهِ مِنْ أَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهُ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهِ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِهِ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ إِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ أَنَامِلِهِ مَعَ الْمَآءِ فَإِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِيْ هُوَ لَهُ أَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ إِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ."

میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے وضو کے بارے میں کچھ بیان فرمایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اللہ کا بندہ وضو کا پانی لے کر کلی کرتا ہے اور ناک میں پانی ڈالتا ہے اور ناک کو جھاڑتا ہے تو اس کے چہرے منہ اور نتھنوں کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں پھر جب وہ منہ دھوتا ہے جیسے اللہ نے اسے حکم دیا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ رخساروں کے کناروں کے راستے جھڑ جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوتا ہے تو گناہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کی پوروں کے راستے پانی کے ساتھ ہی جھڑ جاتے ہیں پھر وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ بالوں کی نوکوں کے راستے پانی کے ساتھ ہی گر جاتے ہیں پھر وہ اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوتا ہے تو دونوں پاؤں کے گناہ انگلیوں کی پوروں سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں پھر اگر وہ کھڑا ہوا اور اس نے نماز پڑھی اور اللہ کی تعریف کی اور خوبیاں بیان کیں اور بڑائی بیان کی جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے اور اپنے دل کو خاص اللہ کے لئے ہی خالی رکھا (مختلف خیال دل میں نہ لایا) تو وہ بے

شک اپنے گناہوں سے یوں صاف ہو گیا جیسے اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہے۔"

جب یہ حدیث عمرو بن عبسہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی جو کہ صحابی رسول تھے تو ابو امامہ نے کہا اے عمرو بن عبسہ:

اُنْظُرْ مَاتَقُوْلُ فِیْ مَقَامٍ وَّاحِدٍ یُعْطٰی ھٰذَا الرَّجُلُ۔۔۔؟

"دیکھو! تم کیا کہتے ہو کہیں ایک جگہ میں آدمی کو اتنا ثواب مل سکتا ہے؟

تو عمرو بن عبسہ فرمانے لگے:

یَا اَبَا اُمَامَۃَ لَقَدْ کَبِرَتْ سِنِّیْ وَ رَقَّ عَظْمِیْ وَ اقْتَرَبَ اَجَلِیْ وَ مَا بِیْ حَاجَۃٌ اَنْ اَکْذِبَ عَلَی اللّٰہِ وَلَا عَلٰی رَسُوْلِہٖ (صلی اللہ علیہ وسلم) لَوْ لَمْ اَسْمَعْہُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) اِلَّا مَرَّۃً اَوْ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا حَتّٰی عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ مَا حَدَّثْتُ بِہٖ اَبَدًا وَّ لٰکِنِّیْ سَمِعْتُہُ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ۔ (۱)

ترجمہ:- "اے ابو امامہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور میری موت قریب پہنچ گئی پھر مجھے کیا ضرورت ہے کہ اللہ پر اور اس کے رسول پر جھوٹ بولوں اگر میں نے یہ رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک دو تین بار بلکہ سات بار بھی سنا ہوتا تو کبھی بیان نہ کرتا لیکن میں نے اس سے بھی زیادہ بار سنا ہے۔"

☆☆☆☆☆☆

---

(۱) (صحیح مسلم' کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا باب اسلام عمرو بن عبسہ)

سورۃ الفاتحہ کے بعد آمین کہنا

اعمال نامہ سے سابقہ گناہوں کی سیاہی دھونے کے لئے تیسرا عمل یہ ہے کہ دوران نماز جب امام سورۃ الفاتحہ کو ختم کرتے ہوئے آمین کہے تو پیچھے نماز پڑھنے والے بھی آمین کہیں اس لئے کہ فرشتے بھی اس موقع پر آمین کہتے ہیں تو جس بندے کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ النَّبِیَّ (صلی الله علیه وسلم) قَالَ ''**إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ**'' وَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ آمِيْنَ۔(۱)

ترجمہ:۔ ''حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل جائے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے'ابن شہاب نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آمین کہا کرتے تھے۔''

مسلم کی روایت میں الفاظ یوں ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی الله

---

(۱) (بخاری کتاب الاذان باب جهر الامام بالتامين)

علیہ وسلم) "اِذَا قَالَ اَحَدُکُمْ آمِیْنَ وَقَالَتِ الْمَلَائِکَۃُ فِی السَّمَاءِ آمِیْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدَاھُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَلَہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہِ." (۱)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے آمین کہے تو فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں پس اگر (بندوں میں سے) کسی ایک کی آمین (فرشتوں کی آمین) سے مل جائے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فضیلت صرف اسی انسان کو ملے گی جو مسجد میں جا کے با جماعت نماز ادا کرے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (صحیح مسلم کتاب الصلاۃ)

سمع اللہ لمن حمدہ کا جواب دینے والا

گزرے ہوئے پریشان دنوں کے پاپ دھونے کے لئے چوتھا عمل یہ ہے کہ آدمی باجماعت نماز ادا کرتے ہوئے جب امام رکوع سے اپنا سر اٹھاتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو اسکے جواب میں ربنا لک الحمد کہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی الله علیه وسلم) قَالَ "اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ فَاِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ." (۱)

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم "اللھم ربنا لک الحمد" کہو اس لئے کہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے سے مل جائے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

اس فضیلت کا حق دار بھی وہی انسان بنتا ہے جو مسجد میں باجماعت نماز ادا کرے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کو بندوں کا مسجد میں آنا بڑا محبوب ہے تبھی تو نماز باجماعت سے سابقہ گناہوں کی بخشش کے کتنے ہی وعدے دیئے جارہے ہیں۔

اس حدیث سے اس بات کا بھی پتہ چلا کہ فرشتے نماز کے وقت موجود ہوتے ہیں اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ تسبیحات وتحمیدات میں شریک ہوتے ہیں۔

ایک یہ بات بھی اس حدیث سے معلوم ہوئی کہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد بندے کو تھوڑی دیر کیلئے رکنا اور مسنون دعاؤں کو پڑھنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل اللھم ربنا لک الحمد)

کامل توجہ سے جمعہ ادا کرنے والا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ہفتے کے گناہوں کی معافی کا ایک طریقہ بتلایا ہے مگر یہ معافی بھی اسے ملے گی جو مسجد میں چل کے آئے گا۔ دنیا کے کام دھندوں کو چھوڑ کے جو آدمی پانچ نمازیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہفتہ کے سات دنوں میں سے آدھ یا پون گھنٹہ نکال کے محبت وخلوص اور کامل توجہ سے مسجد میں جمعہ پڑھنے کیلئے آئے گا۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ (صلی الله علیه و سلم) "لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ يَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَ يَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يُنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى." (۱)

ترجمہ:- "حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کرسکتا ہو صفائی کرے اور اپنے تیل میں سے تیل لگائے یا اپنے گھر والوں کی خوشبو سے لگالے پھر (نماز کیلئے) نکلے تو (مسجد میں آئے) اور پہلے سے بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے پھر جتنی نماز اس کے مقدر میں ہے پڑھے (یعنی سنت نوافل) اور جب امام خطبہ پڑھتا ہے اس وقت خاموش

(۱) (صحیح بخاری کتاب الجمعة باب الدهن للجمعة)

رہے تو اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"

اس حدیث میں جمعہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ درج ذیل آداب کا بھی پتہ چلا:

☆ آدمی کو فضیلت کے حصول کے لئے جمعہ کے دن غسل کرنا چاہیئے۔

☆ خطبہ جمعہ کو نہایت خاموشی اور توجہ سے سنے نہ صفوں کے تنکوں سے کھیلے اور نہ اپنے ساتھی سے بات چیت کرے اور نہ ہی خطیب کی باتوں پر تبصرہ کرنے کے لئے ساتھی سے گفتگو کرے۔

☆ جمعہ کے دن تیل، خوشبو اور مسواک کا انتظام کرتے ہوئے اپنے جسم کی بھی اچھی طرح سے صفائی کرے اور صاف ستھرے کپڑے زیب تن کرے۔

☆ مسجد میں آئے تو پہلے سے موجود لوگوں کے نہ تو درمیان میں گھسے اور نہ ہی ان کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے بڑھے۔

مذکورہ آداب کا خیال رکھتے ہوئے صرف ایک گھنٹہ رب کے گھر میں حاضری سے ہفتہ بھر کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی راہ رو منزل ہی نہیں

کتنا کوتاہ ہے انسان کہ گناہوں کی گٹھڑی پھینکنے کیلئے اور اپنے جسم سے گناہوں کی گرد کو صاف کروانے کے لئے اس کے پاس ہفتہ کے دوران آدھا گھنٹہ وقت بھی نہیں۔

سابقہ روایت میں تو ایک ہفتہ کے گناہوں کی معافی کا ذکر تھا جب کہ معاملہ ہفتے سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْجُمُعَةِ وَ زِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَ مَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا.(۱)

---

(۱) (صحیح مسلم کتاب الجمعه باب فضل من استمع و انصت فی الخطبة)

ترجمہ:- ''جس کسی نے اچھے طریقے سے وضو کیا پھر نماز جمعہ کیلئے آیا توجہ اور خاموشی سے خطبہ سنا تو اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک اس کے سارے گناہ معاف ہو گئے مزید تین دن کے اور گناہ معاف ہو گئے اور جو کنکریوں سے کھیلا اس نے ثواب کو ضائع کر لیا۔''

معلوم ہوا کہ جمعہ ادا کرنا صغیرہ گناہوں کیلئے کفارہ بن جاتا ہے یعنی جمعہ پڑھنے کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے اور ساتھ ساتھ گناہوں کی معافی بھی جاتی ہے لیکن اگر آدمی جمعہ ادا نہ کرے تو نہ صرف یہ کہ گناہوں میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ بندہ ہمیشہ کیلئے غفلت کا شکار بھی ہو جاتا ہے اس ضمن میں ہم دو روایات درج کر رہے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ کے بارے میں بلا عذر شرعی کوتاہی کرنے والے کے بارے میں فرمایا:

''لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ.'' (۱)

ترجمہ:- میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ کسی ساتھی کو حکم دوں اور وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر جو مرد نمازِ جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں انہیں ان کے گھروں سمیت جلا کر رکھ دوں۔''

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا:

''لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ.'' (۲)

ترجمہ:- ''لوگ نماز جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ ہمیشہ کیلئے غفلت کا شکار ہو جائیں گے۔''

گویا تین جمعوں کے بعد دل مہر زدہ ہو جاتا ہے اس پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں نیکی بدی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے پھر اس کا نفس بھوک مٹانے کیلئے اسے مزید

(۱) (صحیح مسلم، کتاب الجمعه باب فضل من استمع و انصت فی الخطبة)
(۲) (صحیح مسلم، کتاب الجمعه باب التغلیظ فی ترک الجمعة)

گناہوں کی جانب مائل کرے گا یوں گناہوں کا بوجھ بڑھتا چلا جائے گا اور گناہ دلوں کا سکون وقرار چھین لیتے ہیں بے برکتی کو جنم دیتے ہیں اور نیکی کی قوت کو توڑ پھوڑ دیتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جمعہ ادا کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور جمعہ چھوڑنے پر گناہ بھی بڑھتے ہیں اور سزا بھی ملتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نماز گناہوں کو مٹانے والی ہے

گناہوں کو مٹانے والا ایک اور عمل نماز کی ادائیگی ہے۔نماز بندے کو گناہوں کے میل کچیل سے صاف کر کے اللہ کے قریب کر دیتی ہے بلکہ نماز کی ادائیگی بندے کو گناہوں سے بھی روک دیتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ."

''بے شک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔'' اور گناہوں کی معافی کا ذریعہ کس طرح سے بنتی ہے اس ضمن میں دو روایات درج کی جارہی ہیں:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ (صلی اللہ علیہ وسلم) فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ عَالَجْتُ اِمْرَاَۃً فِیْ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ وَ اِنِّیْ اَصَبْتُ مِنْھَا مَادُوْنَ اَنْ اَمَسَّھَا فَاَنَا ھٰذا فَاقْضِ فِیَّ مَاشِئْتَ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَکَ اللّٰہُ لَوْ سَتَرْتَ نَفْسَکَ قَالَ لَمْ یَرُدَّ النَّبِیُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) فَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَاَتْبَعَہُ النَّبِیُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) رَجُلًا دَعَاہُ وَ تَلَا عَلَیْہِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰاکِرِیْنَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ھٰذَا لَہٗ خَاصَّۃً قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ کَآفَّۃً."(۱)

ترجمہ:۔ ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ

(۱) (صحیح مسلم کتاب التوبہ باب ان الحسنات یذھبن السیئات)

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک عورت سے مزہ اٹھایا مدینہ کے کنارے اور میں نے سوائے جماع کے اس سے سب باتیں کیں میرے بارے میں آپ جو چاہیں حکم دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ نے تیرا گناہ ڈھانپ دیا تھا تو بھی اگر ڈھانپتا تو بہتر تھا تب وہ شخص کھڑا ہوا اور چل دیا آپ نے اس کے پیچھے ایک آدمی کو بھیجا اور اسے بلایا اور یہ آیت پڑھی "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَ.

ایک شخص بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حکم خاص اس کے لئے ہے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ سب لوگوں کیلئے ہے۔

اس جیسا ایک اور واقعہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں مروی ہے:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِیْ الْمَسْجِدِ وَ نَحْنُ قُعُوْدٌ مَّعَہٗ اِذَا جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْہُ عَلَیَّ فَسَکَتَ عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) ثُمَّ اَعَادَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْہُ فَسَکَتَ عَنْہُ وَقَالَ ثَالِثَۃً وَ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَبِیُّ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) قَالَ اَبُو اُمَامَۃَ فَاتَّبَعَ الرَّجُلُ رَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) حِیْنَ انْصَرَفَ وَاتَّبَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) اَنْظُرُ مَا یَرُدُّ عَلَی الرَّجُلِ فَلَحِقَ الرَّجُلُ رَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْہُ عَلَیَّ فَقَالَ اَبُو اُمَامَۃَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) **"اَرَاَیْتَ حِیْنَ خَرَجْتَ مِنْ بَیْتِکَ اَلَیْسَ قَدْ تَوَضَّاْتَ فَاَحْسَنْتَ الْوُضُوْءَ"** قَالَ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ **"ثُمَّ شَھِدْتَّ الصَّلٰوۃَ مَعَنَا"** قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم **"فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَلَکَ حَدَّکَ اَوْ قَالَ ذَنْبَکَ."** (۱)

(۱) (صحیح مسلم کتاب التوبہ باب ان الحسنات یذھبن السیئات)

ترجمہ:- ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھ سے حد کا کام ہو گیا مجھ کو حد لگائیے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر چپ ہو رہے اس نے پھر کہا یا رسول اللہ میں نے حد کا کام کیا ہے تو مجھ پر حد لگائیے' آپ چپ ہو رہے اس نے تیسری بار بھی یہی کہا اتنے میں نماز کھڑی ہو گئی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا اور میں بھی آپ کے پیچھے چلا یہ دیکھنے کو کہ آپ کیا جواب دیتے ہیں اس آدمی کو۔ پھر وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے حد کا کام کیا ہے تو مجھ کو حد لگائیے۔ ابوامامہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تو گھر سے نکلا تھا کیا تو نے اچھی طرح سے وضوء نہیں کیا۔۔۔؟ اس نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! (میں نے اچھی طرح وضو کیا ہے) آپ نے فرمایا پھر تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی وہ بولا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تو اللہ نے بخش دیا تیری حد کو یا تیرے گناہ کو۔''

ان روایات میں اشارہ ہے گناہ گار امتیوں کیلئے جو گناہوں بھری زندگی سے توبہ تو کرنا چاہتے ہیں لیکن سابقہ زندگی کے گزرے ہوئے پاپ بھرے دن اور راتوں کی تاریکیوں میں کئے ہوئے سیاہ اعمال انہیں پریشان کر دیتے ہیں اور وہ سوچنے لگتے ہیں بارگاہ الٰہی میں معافی بھی ہے یا نہیں۔ ہمارے اعمال نامے جو گناہوں کی سیاہیوں میں لتھڑے ہوئے ہیں پتہ نہیں رب اپنی رحمت کے چھینٹوں سے انہیں دھوتا بھی ہے یا نہیں' انہیں مایوس نہیں ہونا چاہئے ہاں وہ رب کی بے پایاں رحمت سے ناواقف ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث انہیں بلا رہی ہیں کہ تم آئندہ زندگی کیلئے نماز باجماعت کو لازم پکڑتے ہوئے ایام رفتہ کے گناہوں سے پکی سچی توبہ کر لو اللہ تمہیں معاف ہی نہیں کریں گے بلکہ معافی کے ساتھ ساتھ تمہیں اپنے مقربین میں بھی شامل کر لیں گے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز نام ہے اللہ کے سامنے انتہائی عاجزی وانکساری کے

ساتھ جھکنے اور زاری کرنے کا نماز میں بندہ اللہ کی تسبیح وتحمید کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ سے معافی بھی مانگتا ہے اور جب نماز پڑھ کے سلام پھیرتا ہے اور ذکر واذکار کرنے کیلئے کچھ دیر بیٹھ جاتا ہے تو اذکار مسنونہ میں سے اکثر کلمات استغفار پر مشتمل ہیں جنہیں وہ دہراتا ہے پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جتنی دیر تک بندہ نماز ادا کرنے کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے اللہ کے فرشتے اس کے حق میں معافی کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ." (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس شخص کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں جو اپنی نماز کی جگہ میں جہاں اس نے (مسجد میں) نماز پڑھی بیٹھا رہے جب تک وہ بے وضو نہ ہو فرشتے یوں کہتے رہتے ہیں' اے اللہ! اس کو بخش دے' اے اللہ! اس پر رحم فرما۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب الحدث فی المسجد)

گھر سے وضو کر کے آنا

نماز اللہ کو اتنی پسند ہے کہ اس کے ہر ہر عمل کے ساتھ اللہ رب العزت گناہوں کو دھوتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ نماز کیلئے اٹھنے والے قدم بھی گناہوں کو جھاڑ کے رکھ دیتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ﷺ) "صَلٰوۃُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَۃِ تُضَعَّفُ عَلٰی صَلَاتِہٖ فِیْ بَیْتِہٖ وَ فِیْ سُوْقِہٖ خَمْسَۃً وَّ عِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَ ذٰلِکَ اَنَّہٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُہٗ اِلَّا الصَّلٰوۃُ لَمْ یَخْطُ خُطْوَۃً اِلَّا رُفِعَتْ لَہٗ بِھَا دَرَجَۃٌ وَ حُطَّ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃٌ فَاِذَا صَلّٰی لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ وَلَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلٰوۃَ." (۱)

ترجمہ:- "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت سے آدمی کا نماز پڑھنا گھر میں یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد جانے کیلئے نکلتا ہے اور صرف نماز ہی کی نیت سے نکلتا ہے تو جو قدم اٹھاتا ہے ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے پھر وہ (مسجد جاکے) نماز پڑھتا ہے اور جب تک اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں' اے اللہ! اس پر اپنی رحمت اتار اور اس پر رحم کر اور تم میں کوئی جب تک

(۱) (صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الجماعۃ)

نماز کا انتظار کرتا ہے تو گویا وہ نماز میں ہی ہے۔"

اس حدیث میں کئی چیزوں کا بیان ہے مثال کے طور پر:

☆ مسجد کی جانب اٹھنے والے ہر قدم پر اللہ رب العزت ایک گناہ معاف کرتے ہیں اور ایک درجہ بڑھا دیتے ہیں یہ صرف مسجد ہی کو اعزاز حاصل ہے دنیا جہان کی اور کسی بھی مجلس کی جانب وہ چل کے جائے اللہ تعالیٰ یوں مہربان نہیں ہوں گے یہ مسجد ہی کی فضیلت ہے کہ جب بندہ اس جانب گھر سے وضو کر کے چلتا ہے تو اللہ کی نظر رحمت میں ہوتا ہے اور رحمت کے چھینٹے اس پر برس رہے ہوتے ہیں ہاں گھر سے وضو کر کے نماز کی نیت سے مسجد میں جانا اللہ کے لطف و کرم اور فیوض و برکات کے حصول کا ذریعہ ہے۔

☆ اس حدیث سے مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے کہ گھر میں اکیلے نماز پڑھنے سے مسجد میں نماز پڑھنا پچیس گنا زیادہ ثواب کا حامل ہے۔ صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) قَالَ "صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً."(۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

یہ پچیس اور ستائیس کا فرق اس لئے ہے کہ جتنے خلوص اور خشوع وخضوع سے نماز ادا کرے گا درجات اتنے ہی زیادہ بڑھیں گے۔ ایک آدمی گھر سے وضو کر کے جاتا ہے احسن طریقے سے وضو کرتا ہے اور تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دل کو مختلف خیالات کے آنے جانے سے بھی محفوظ رکھتا ہے یقیناً اس کے نماز پڑھنے اور ایک عام معمول کے مطابق بے دھیانی سے نماز پڑھنے والے میں خاصا فرق ہے۔ اسی اعتبار سے درجات میں بھی فرق ڈال دیا گیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

---

(۱) (صحیح بخاری کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الجماعۃ)

☆ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے والا بھی گویا نماز میں ہی ہے جیسے نماز میں بندے کو اجر وثواب ملتا ہے اسی طرح اسے حالت انتظار میں بھی ثواب مل رہا ہے اور جیسے نماز میں بندے کا وجود اللہ کی خیر وعنایات کا مرکز بنا ہوتا ہے وہی کیفیت نماز کے انتظار میں بھی ہے۔

☆ چوتھی بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی نماز پڑھنے کے بعد بندہ اپنی جگہ پر بیٹھ کر جتنی دیر تک ذکر واذکار میں مشغول رہتا ہے اللہ کے نورانی فرشتے اس کے لئے رحمت و بخشش کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سو مرتبہ سبحان اللہ کہنا

یہ انتہائی آسان عمل ہے اور یہ دل کی سیاہی دھو کے اس میں اطمینان وقرار کی دولت بھرنے کے ساتھ ساتھ نامہ اعمال کو بھی گناہ کی آلائشوں سے دھو دیتا ہے خواہ دفتر خطاؤں سے بھرے ہوں اس عمل سے وہ ریت کے ذرات کی طرح اڑ جاتے ہیں۔

اور عمل کیا ہے۔۔۔۔؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ "مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِیْ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَایَاهُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ." (۱)

ترجمہ:- "حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہے اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں"

سبحان اللہ وبحمدہ ایک چھوٹا سا کلمہ ہے لیکن فضیلت ورفعت میں اس قدر برتر کیوں ۔۔۔۔؟ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ کلمہ معنویت کے اعتبار سے کثیر مفہوم کو حاوی ہے۔ غور کیجئے! اللہ تعالیٰ کی آدھی صفات کا خلاصہ سبحان اللہ میں آ جاتا ہے۔ اس لئے کہ سبحان اللہ کا مطلب ہے وہ ذات ہر عیب اور کمی سے پاک ہے' اولاد اور بیوی بچوں سے پاک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' نہ وہ کھانے کا محتاج ہے نہ پینے کا' نہ وہ بیمار ہوتا' نہ اسے نیند آتی نہ اونگھ' اس پر

---

(۱) (صحیح بخاری کتاب الدعوات' باب فضل التهلیل)

موت کبھی نہیں آئے گی۔ نہ وہ ظالم ہے نہ بخیل نہ اسے کسی کا خوف ہے نہ لالچ' وہ سب پر حاوی ہے کوئی اس پر حاوی نہیں غرضیکہ وہ ہستی ہر عیب' کمی' نقص اور برائی سے پاک ہے۔

اور وبحمدہ کا مطلب ہے کہ ہر وہ خوبی جو کمال والی ہے' ہر وہ خوبی جسے خوبی کہا جا سکتا ہے' وہ اللہ میں موجود ہے تو سبحان اللہ وبحمدہ کا مطلب بنا کہ اللہ ہر قسم کی خوبی کا مالک اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔ اسی لئے یہ کلمہ رب کو بڑا محبوب ہے۔

گناہوں کو مٹانے کے ساتھ ساتھ یہ کلمہ اعمال نامہ کو نیکیوں سے بھی یوں مزین کر دیتا ہے کہ بروز محشر جب اعمال کا وزن کیا جائے گا تو یہ نیکیوں کے پلڑے کو وزنی کر دے گا اس ضمن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور فرمان ہے:

"عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) "كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ' خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ' سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ." (۱)

ترجمہ:- "حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو رحمان کو بہت پیارے ہیں' زبان پر بہت ہلکے اور ترازو میں بہت بھاری ہیں اور وہ یہ ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"

آدمی کو چاہئے کہ چلتے پھرتے ان کلمات کا ورد کرتا رہے' سفر کے دوران بس یا ٹرین میں بیٹھا ہو تو کھڑکیوں سے باہر بھاگنے والے درختوں اور جنگلات کو دیکھنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہوتا ایسے میں اگر اس کلمہ کو زبان پر جاری رکھے تو برائی سے بچنے کے ساتھ ساتھ کیا یہ کلمات اعمال نامہ کو نیکیوں سے وزنی نہیں کر دیں گے۔۔۔؟ اور حشر کی ہنگامہ خیز گرمی میں جب ڈھونڈنے سے نیکی تو کیا اس کا ذرہ بھی نہیں ملے گا۔ وہاں۔۔۔۔ دنیا میں گزرے ہوئے وہ ایام جو ذکر الٰہی سے معمور ہے کیا اس کے لئے خوشی کا سامان نہیں ہو جائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

(۱) (بخاری کتاب الدعوات' باب فضل التسبیح)

سو برائیاں مٹا دینے والا کلمہ

یہ ایسا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے اعمال نامہ میں سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے یہ کلمہ گناہ گاروں کیلئے اکسیر ہے خصوصاً ہم جیسے گناہ گاروں کیلئے جو ہر دن سینکڑوں گناہ کرتے ہیں اگر وہ یہ عمل کرلیا کریں تو سارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں بیان کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) قَالَ : "مَنْ قَالَ' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ فِیْ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ کَانَتْ لَہٗ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَ کُتِبَ لَہٗ مِائَۃُ حَسَنَۃٍ وَ مُحِیَتْ عَنْہُ مِائَۃُ سَیِّئَۃٍ وَ کَانَتْ لَہٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّیْطَانِ یَوْمَہٗ ذٰلِکَ حَتّٰی یُمْسِیَ وَ لَمْ یَاتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَکْثَرَ مِنْہُ."(١)

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ایک دن میں سو بار کہے تو یہ اس کے لئے دس گردنوں کے آزاد کرنے کے برابر ہوگا اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گے اور اس سے سو برائیاں مٹا دی جائیں گی اور یہ کلمہ اس کے لئے اس دن شام تک شیطان سے

(صحیح بخاری' کتاب الدعوات' باب فضل التھلیل)

بچانے کا ذریعہ رہے گا اور جو عمل لے کر یہ شخص آئے گا اس سے بہتر لے کر کوئی شخص نہیں آئے گا سوائے اس آدمی کے جس نے اس سے زیادہ عمل کیا ہو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ کلمہ سو مرتبہ کہنے سے درج ذیل چار انعامات کا آدمی حقدار قرار پاتا ہے۔

(۱) دس غلام آزاد کرنے کا ثواب۔

(۲) سو نیکیوں کا لکھا جانا۔

(۳) سو برائیوں کا مٹ جانا۔

(۴) صبح سے شام تک شیطانی حملوں سے حفاظت۔

اب ان چاروں انعامات کی ہم تھوڑی سے تفصیل دیکھ لیتے ہیں۔

☆ دس غلام آزاد کرنا کتنا افضل عمل ہے اس کا پتہ ہمیں تب ہی چل سکے گا جب ہمیں ایک غلام آزاد کرنے کی فضیلت کا علم ہو جائے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ." (۱)

ترجمہ:- "جو شخص ایک مسلم گردن (لونڈی یا غلام) آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کا ایک عضو آگ سے آزاد کرے گا حتی کہ اس کی شرم گاہ کو بھی اس کی شرم گاہ کے بدلے آزاد کردے گا۔"

یہ ایک غلام آزاد کرنے کی فضیلت ہے کہ آدمی کا سارا جسم جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا جاتا ہے گویا ایک غلام کا آزاد کرنا جہنم سے آزادی کا پروانہ حاصل کرنے کے مترادف ہے۔

اور یہ غلام آزاد کرنا اتنا افضل عمل ہے کہ اگر کوئی آدمی قسم توڑ بیٹھے تو اس کا کفارہ

---

(۱) (صحیح بخاری، کتاب کفارات الایمان باب قول اللہ تعالیٰ او تحریر رقبة)

بھی صرف ایک غلام کو آزاد کرنا قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.(۱)

ترجمہ:- ''نہیں باز پرس کرے گا تم سے اللہ تعالیٰ تمہاری فضول قسموں پر لیکن باز پرس کرے گا تم سے ان قسموں پر جن کو تم پختہ کر چکے ہو تو اس (کے توڑنے) کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو درمیانی قسم کا کھانا کھلانا ہوگا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہنانا ہوں گے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جو (ان میں سے کوئی چیز) نہ پائے تو وہ تین دن روزے رکھے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم اٹھاؤ اور حفاظت کیا کرو اپنی قسموں کی اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ تم شکر کرو۔''

قسم کا توڑ دینا بہت سنگین جرم ہے لیکن اگر آدمی ایک غلام آزاد کر دے تو اس جرم کا کفارہ ہو جاتا ہے اور پھر دیکھئے اس آیت میں قسم کا کفارہ بننے والی جن چیزوں کا ذکر کیا ہے وہ ہیں: (۱) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا (۲) غلام کو آزاد کرنا (۳) تین روزے رکھنا۔

مذکورہ تین چیزیں کفارہ ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ تینوں آپس میں برابر ہیں یعنی ایک غلام کا آزاد کرنا تین روزوں کے برابر ہے اسی طرح دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا کپڑے پہنانے کے برابر ہے۔ اب آپ حساب لگا لیجئے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا اجر کیا ہوگا یقیناً وہ مہینہ بھر روزے رکھنے یا سو مسکینوں کو کھانا کھلانے کے برابر ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ قرآن حکیم کی ایک اور آیت میں ایک غلام کے آزاد

(۱) (سورۃ المائدہ آیت ۸۹)

کرنے کو دو مہینے پے در پے روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

سورۂ مجادلہ میں ظہار (اپنی بیوی کو ماں یا بہن کہہ لینے) کا کفارہ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (۱)

ترجمہ:- اور وہ لوگ جو ظہار کرتے ہیں اپنی عورتوں سے پھر وہ اس بات سے جو وہ کہہ چکے ہیں رجوع کرنا چاہیں پس (میاں بیوی) ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے (مرد) ایک غلام آزاد کرے یہ تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے پھر جس کو غلام میسر نہ آئے تو وہ ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے دو مہینوں کے لگاتار روزے رکھے جسے اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اسے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوگا یہ (حکم اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

یہاں ظہار کا کفارہ درج ذیل تین صورتوں میں بیان ہوا ہے:

(۱) ایک غلام کو آزاد کرنا۔

(۲) مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا۔

(۳) ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

گویا ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا دو ماہ کے روزے رکھنے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا

---

(۱) (سورۃ المجادلہ آیت ۳، ٤)

کھلانے کے برابر ہے اس طرح دس غلاموں کو آزاد کرنا بیس ماہ کے روزے رکھنے کے برابر بنتا ہے جو تقریباً پونے دو سال کا عرصہ بنتا ہے یا پھر چھ سو مساکین کو کھلانے کے مساوی ہے۔ اتنی طاقت کون رکھتا ہے۔۔۔؟ ہاں صرف یہ کلمہ سو مرتبہ کہنے سے اتنا اجر مل جاتا ہے۔

"لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ."

مزید یہ کہ سو نیکیاں بھی لکھ دی جائیں' سو برائیاں بھی مٹا دی جائیں اور صبح سے لے کر شام تک شیطان کے جال سے بھی محفوظ رہے۔ غور فرمائیے برائی اور بدی کا وجود شیطان کے وجود کے ساتھ قائم ہے جو بندہ شام تک شیطان کے جالوں سے محفوظ رہا یقیناً وہ برائی اور شیطانیت سے بہت حد تک محفوظ رہے گا۔ جادو اور نظر بد کا تعلق بھی شیطانیت کے ساتھ ہے لہٰذا سو دفعہ مذکورہ کلمہ پڑھنے والا بندہ شام تک جادو اور نظر بد سے بھی بچا رہے گا۔

10 مرتبہ یہ کلمہ کہنے کی فضیلت:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مِرَارٍ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَةَ اَنْفُسٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ. (۱)

ترجمہ:- جو شخص دس مرتبہ یہ کلمہ کہے "لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک والہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر" وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار شخص آزاد کیے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (صحیح مسلم' کتاب الذکر و الدعا باب فضل التهلیل و التسبیح)

نماز کے بعد تسبیحات کہنا

اعمال نامہ سے ایام رفتہ کے بکھرے ہوئے پاپ دھونے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت آسان عمل بتادیا ہے لیکن یہ عمل صرف وہی انسان کرسکتا ہے جو نماز پنجگانہ کا پابند ہے اس لئے کہ یہ عمل نمازوں کے ساتھ ہی خاص ہے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ (صَلَّی اللہ علیہ وسلم) " مَنْ سَبَّحَ اللّٰہَ فِی دُبُرِ کُلِّ صَلَاۃٍ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِیْنَ وَ حَمِدَ اللّٰہَ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِیْنَ وَ کَبَّرَ اللّٰہَ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِیْنَ فَتِلْکَ تِسْعَۃٌ وَّ تِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَۃِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ غُفِرَتْ خَطَایَاہُ وَ اِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ." (۱)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہے تو یہ ننانوے ہوجائیں گے پھر سو کی تعداد پوری کرنے کے لئے ساتھ یہ کلمہ کہے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" اس کی ساری خطائیں معاف کردی جائیں گے اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔"

معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو نماز پڑھنے کے بعد ذکر اذکار کئے بغیر فوراً مسجد سے نہیں

(۱) (صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ)

نکلنا چاہئے بندہ وضو کر کے مسجد میں آیا نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد اس کا چند لمحات کے لئے مسجد میں بیٹھنا درحقیقت انعامات الٰہی کو اپنی جھولی میں سمیٹنا ہے۔ بلاشبہ وہ بندہ خسارے میں ہے جو انعامات وصول کئے بغیر اللہ کے گھر سے پلٹ آئے دیکھیں اس سے بڑھ کر انعام اور کیا ہو سکتا ہے کہ نماز کے بعد وہ جتنی دیر اپنی جگہ بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کے لئے بخشش و رحمت کی دعائیں کرتے رہیں اور اگر وہ باقاعدگی سے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہنے کے بعد ایک مرتبہ "لا الـه الا الله وحده لا شـريک لـه لـه الـملک وله الحمد وهو على كل شي ء قدير" پڑھ لے تو قضا وقدر سے اس کیلئے تمام گناہوں کی معافی لکھ دی جائے۔ بلکہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اسے اللہ کی راہ میں صدقہ خیرات کئے بغیر صدقہ کرنے والوں سے بڑھ کر اجر وثواب مل جائے تو اسے ہر نماز کے بعد مذکورہ عمل محبت وخلوص سے کر لینا چاہئے اللہ رب العزت اسے اجر وثواب میں مال والوں سے بڑھا دیں گے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جَـآ الْـفُـقَـرَآءُ اِلَى النَّبِيِّ (صلى الله عليه وسلم) فَقَالُوْا ذَهَبَ اَهْلُ الـدُّثُـوْرِ مِـنَ الْاَمْـوَالِ بِـالـدَّرَجَـاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُـصَـلِّـي وَ يَـصُـوْمُـوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ اَمْوَالٍ يَحُجُّوْنَ بِهَا وَ يَـعْـتَمِرُوْنَ وَ يُجَاهِدُوْنَ وَ يَتَصَدَّقُوْنَ فَقَالَ " اَلَا اُحَـدِّثُكُمْ بِهَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِـهِ اَدْرَكْـتُـمْ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ اَحَدٌ بَعْدَكُمْ وَ كُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ اَنْتُمْ بَيْـنَ ظَهْـرَانَيْهِـمْ اِلَّا مَـنْ عَـمِـلَ مِثْـلَهُ تُسَبِّحُوْنَ وَ تَحْمَدُوْنَ وَ تُكَبِّرُوْنَ خَـلْفَ كُـلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا فَقَالَ بَعْضُنَا نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ وَ نَحْمَدُ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ وَ نُكَبِّرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ" فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ تَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ۔ (۱)

(۱) (صحيح بخارى كتاب الاذان باب الذكر بعد الصلوة)

ترجمہ:-محتاج اور نادار لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے مالدار' دولت مند لوگوں نے بلند درجات کما لئے اور ہمیشہ کا چین لوٹ لیا وہ ہماری ہی طرح نماز پڑھتے ہیں ہماری ہی طرح روزے رکھتے ہیں اور ان کے پاس مال وزر اس کے علاوہ ہے جس کے ساتھ وہ حج اور عمرہ کرتے ہیں جہاد اور صدقہ کرتے ہیں (اور ہم محتاجی کی وجہ سے ان کاموں کو نہیں کر سکتے) آپ نے فرمایا تم کو ایسی بات نہ بتا دوں کہ اگر تم اس کو کرو گے تو آگے بڑھنے والوں کو پکڑ لو گے اور جو تمہارے پیچھے ہیں ان میں سے کوئی تمہیں نہیں پا سکے گا اور تم اپنے زمانہ والوں میں سے سب سے اچھے ہو جاؤ گے تمہاری برابری صرف وہی کر سکے گا جو تمہارے جیسے عمل کرے گا تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس بار "سُبحان الله' الحمد الله اور الله اکبر" کہہ لیا کرو (راوی کہتا ہے) پھر ہم لوگوں نے اس حدیث میں اختلاف کیا بعض لوگ کہنے لگے سبحان اللہ ۳۳ بار اور الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار کہنا چاہئے آخر میں ابو صالح کے پاس گیا انہوں نے کہا سبحان اللہ' الحمد للہ اور اللہ اکبر سب تینتیس تینتیس بار کہو۔

اسی سے ملتا جلتا مضمون صحیح مسلم میں ان الفاظ میں مذکور ہے:

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ (صلی الله علیه وسلم) قَالُوْا لِلنَّبِيِّ (صلی الله علیه وسلم) یَا رَسُوْلَ اللّٰه ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ یُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّیْ وَ یَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَیَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ قَالَ "اَوَلَیْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةً وَ كُلِّ تَكْبِیْرَةٍ صَدَقَةً وَ كُلِّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةً وَ كُلِّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةً وَ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَ نَهْیٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَ فِیْ بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ" قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَیَاتِیْ أَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ وَ یَكُوْنُ لَهٗ فِیْهَا اَجْرٌ قَالَ "أَرَاَیْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِیْ حَرَامٍ أَكَانَ عَلَیْهِ فِیْهَا وِزْرٌ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِی الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ أَجْرًا." (۱)

(۱) (صحیح مسلم' کتاب الزکاۃ)

ترجمہ:۔ ''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! مال و دولت والے اجر و ثواب میں بڑھ گئے اس لئے کہ وہ اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور اسی طرح روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں (لیکن اس کے ساتھ) وہ اپنے زائد مالوں سے صدقہ دیتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے بھی تو اللہ نے صدقہ کا سامان کر دیا ہے ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تکبیر صدقہ ہے اور تحمید صدقہ ہے اور ہر لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات سکھانا صدقہ ہے بری بات سے روکنا صدقہ ہے اور ہر شخص کے بدن کے ٹکڑے میں صدقہ ہے لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کوئی آدمی اپنی شہوت پوری کرتا ہے (اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہے) کیا اس میں بھی اجر ہے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں دیکھو تو اگر اسے حرام میں صرف کرلے تو کیا اس پر وبال نہیں ہوگا۔۔۔؟ اسی طرح جب حلال میں صرف کرتا ہے تو ثواب ہوتا ہے۔''

اور مذکورہ تعداد میں تسبیحات و تکبیرات پڑھنے کا ایک اور فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اگر رات کو سونے سے پہلے اس عمل کو دہرائے تو اس کی دن بھر کی تھکاوٹ کافور ہو جائے گی اور وہ نئے سرے سے ہشاش وبشاش ہو جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا شَكَتْ مَا تَلْقٰى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى فَاَتَتِ النَّبِيَّ (صلی اللہ علیہ وسلم) تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ قَالَ فَجَاءَنَا وَ قَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ اَقُوْمُ فَقَالَ "مَكَانَكَ" فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ فَقَالَ " اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ اِذَا اَوَيْتُمَا اِلٰى فِرَاشِكُمَا اَوْ اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ وَ سَبِّحَا ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهٰذَا خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ" وَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ التَّسْبِيْحُ اَرْبَعٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ۔ (۱)

(۱) (صحیح بخاری کتاب الدعوت باب التکبیر والتسبیح عند المنام)

ترجمہ:- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ شکوہ کیا کہ چکی پیسنے سے ان کے ہاتھ پر نشان پڑ گیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لونڈی مانگنے کے لئے آئیں اتفاق سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنے آنے کا مقصد بیان کر دیا (اور چلی آئیں) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے آپ سے (حضرت فاطمہ کے آنے کا) ذکر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم اپنے بستروں پر سونے کے لئے جا چکے تھے میں نے آپ کو دیکھ کر اٹھنا چاہا لیکن آپ نے فرمایا اٹھو نہیں اپنی جگہ رہو آپ تشریف لا کر ہم دونوں کے بیچ میں بیٹھ گئے میں نے آپ کے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی آپ نے فرمایا میں تم دونوں کو ایسی ترکیب نہ بتاؤں جو تمہارے لئے ایک خدمت گار سے بڑھ کر ہو جب تم دونوں اپنی خوابگاہ میں اپنے بچھونوں پر جانے لگو تو ۳۴ بار اللہ اکبر کہو ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمدللہ یہ عمل تمہارے لئے ایک خدمتگار سے بڑھ کر ہوگا۔

اور اسی سند سے شعبہ نے خالد سے انہوں نے ابن سیرین سے یہ حدیث روایت کی ہے جس میں سبحان اللہ ۳۴ بار مذکور ہے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنا

نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھ کر ذکر واذکار کرنے سے بھی اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ اپنے مقربین فرشتوں سے ان کی مجالس کا حال دریافت فرماتے ہیں اور پھر فرشتوں کو گواہ بنا کر ان لوگوں کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں ایک لمبی روایت نقل کی ہے جو درج کی جارہی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) "اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَةً یَطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا اِلٰی حَاجَتِکُمْ قَالَ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْهُمْ مَایَقُوْلُ عِبَادِیْ؟ قَالُوْا یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَکَ وَ یُکَبِّرُوْنَکَ وَ یَحْمَدُوْنَکَ وَ یُمَجِّدُوْنَکَ قَالَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ؟ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ مَارَاَوْکَ قَالَ فَیَقُوْلُ وَ کَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ؟ قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْکَ کَانُوْا اَشَدَّ لَکَ عِبَادَةً وَ اَشَدَّ لَکَ تَمْجِیْدًا وَ اَکْثَرَ لَکَ تَسْبِیْحًا قَالَ یَقُوْلُ فَمَا یَسْاَلُوْنِیْ؟ قَالَ یَسْاَلُوْنَکَ الْجَنَّةَ قَالَ یَقُوْلُ وَ هَلْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ: فَکَیْفَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا؟ قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا کَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا

وَّ اَشَدُّ لَهَا طَلَبًا وَ اَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ وَ هَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَارَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّ اَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ.

ترجمہ :- ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں اہل ذکر کو تلاش کرتے ہوئے گھومتے پھرتے رہتے ہیں جب انہیں ایسے لوگ مل جائیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں تو ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگتے ہیں کہ ادھر آؤ تمہارا مطلب حاصل ہو گیا (یعنی اللہ کی یاد کرنے والے مل گئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو وہ انہیں اپنے پروں کے ساتھ آسمانِ دنیا تک گھیر لیتے ہیں تو رب تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں حالانکہ وہ ان سے زیادہ ہر ایک بات کو جانتے ہیں میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکیزگی تیری بڑائی' تیری تعریف اور تیری بزرگی بیان کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں قسم ہے تیری ذات پاک کی انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا اس وقت اللہ فرماتا ہے اگر وہ مجھ کو دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرشتے کہتے ہیں پھر تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت کرتے تیری بڑائی بیان کرتے تیری تسبیح کرتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ جنت کا سوال کرتے ہیں اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں قسم ہے تیری ذات اقدس کی' انہوں نے جنت نہیں دیکھی' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر کہیں وہ جنت دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ وہ کہتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے زیادہ اس کی حرص کریں اس سے بڑھ کر اس کی طلب کریں اور اس سے زیادہ اس میں رغبت کریں فرمایا تو وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں فرشتے کہتے ہیں آگ

سے فرمایا کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں نہیں تیری ذات اقدس کی قسم انہوں نے اسے نہیں دیکھا فرمایا اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ بھاگیں اور اس سے اور زیادہ ڈریں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ایک فرشتہ کہتا ہے' اے رب تعالیٰ! ان یاد کرنے والے بندوں میں ایک شخص کسی کام کیلئے وہاں آ کر بیٹھ گیا تھا وہ ان لوگوں میں شریک نہیں تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ ایسے بندے ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدنصیب نہیں ہوگا۔"

اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں مثال کے طور پر:

☆ نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے سے گناہ دھل جاتے ہیں خواہ آدمی مکمل اہتمام سے خاص اس مجلس میں شرکت کے لئے نہ بھی گیا ہو بلکہ راہ چلتے ان کی مجلس وعظ میں ویسے ہی چند گھڑی بیٹھ گیا تو دوسروں کے گناہوں کی معافی کے ساتھ اس کے گناہوں پر بھی معافی کا قلم پھیر دیا جاتا ہے:

☆ اللہ تعالیٰ اہل ذکر کی مجلس سے اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ بطور عزت افزائی کے ان کا ذکر اپنے فرشتوں میں کرتے ہیں ایک اور روایت میں اس کی وضاحت یوں ملتی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) "مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ." (۱)

ترجمہ:- "حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم کسی ایسی مجلس میں نہیں بیٹھتی جس میں وہ اللہ کا ذکر کرتے ہوں مگر انہیں فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان (فرشتوں) میں کرتے ہیں جو ان کے پاس ہوتے ہیں۔"

(۱) (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا' باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن)

☆ اللہ جن لوگوں کو معاف کرتے ہیں ان لوگوں کی معافی پر فرشتوں کو بھی گواہ بنا لیتے ہیں اور دنیا کا دستور ہے کہ گواہ اس وقت بنایا جاتا ہے جب کسی کام معاہدے یا وعدے کو پختہ کرنا مقصود ہو اگر اللہ رب العزت گواہ بنائے بغیر ہی معافی کا اعلان فرمادیں تب بھی ان کی معافی میں کوئی شک نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والے ہیں اسی لئے فرمایا "اِنَّ اللّٰـهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَاد" (بے شک اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے) اس کے باوجود اس حدیث مبارک میں اللہ کے وعدہ پر فرشتوں کو گواہ بنانے کا ذکر ہے یہ درحقیقت بندوں کو یقین دلانے کے لئے ہے جیسے اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں بعض باتوں کے بیان کرنے سے پہلے لوگوں کو یقین دلانے کے لئے قسمیں اٹھائی ہیں تاکہ انہیں شک نہ رہے یہاں بھی لوگوں کے شک کو دور کرنے کے لئے فرشتوں کو گواہ بنایا ہے تاکہ ان کی معافی اور بخشش میں لوگوں کو کسی قسم کا تردد نہ رہے۔

☆ یہاں ذکر سے صرف وہی ذکر مراد ہے جو مسنون ہے اور شریعت کے مطابق ہے اور مجالس ذکر سے مقصود بھی صرف وہی مجالس ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتی تھیں خواہ وہ علمی مجالس ہوں یا درس ووعظ کی مجالس۔

ذکر الٰہی جہاں گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے وہاں اس کے اور بھی بے شمار روحانی اور مادی فوائد ہیں جن میں سرفہرست یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے بندے کے دل کو چین و قرار ملتا ہے بے چینی اور اضطراب انگیزی ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ رب العزت چونکہ دلوں کو پیدا کرنے والے بلکہ انسانی جسم کے ہر عضو کو پیدا کرنے والے ہیں تو ان کی بات انسانی جسم اور اس کے احوال میں سب سے معتبر مانی جائے گی۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰـهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب . "بلاشبہ اللہ کے ذکر میں دلوں کا اطمینان ہے"

جس طرح اللہ تعالیٰ نے پانی میں پیاس بجھانے کی قوت اور آگ میں سردی کو ختم

کرنے کی قوت رکھی ہے اس طرح ذکر میں بھی وہ مخصوص روحانی قوتیں رکھی ہیں جو دل کی کثافتوں کو دھونے کے ساتھ ساتھ وہاں سے بے چینی و بے قراری ختم کر کے سکون و اطمینان کی دولت بھر دیتی ہیں۔

ذکر کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ گناہوں کو دھونے کے ساتھ ساتھ بندے کو رب کے قریب کر دیتا ہے بخاری میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک مفصل روایت ان الفاظ میں ہے:

قَالَ النَّبِيُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) "يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰي اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَ اَنَا مَعَهُ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ وَ اِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ وَ اِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَ اِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَ اِنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً."(۱)

ترجمہ:- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میں اپنے بندے کے ساتھ اپنے متعلق گمان کے مطابق ہوتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرے سو اگر وہ مجھے اپنے آپ میں یاد کرے تو میں اسے اپنے آپ میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی جماعت میں میرا ذکر کرے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہو تو میں دو ہاتھ پھیلانے کے برابر اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آئے تو میں اس کے پاس دوڑ کے آتا ہوں۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ)

گناہ کے بعد فوراً اللہ کی طرف رجوع کرنا

بندہ خطاؤں کا پتلا ہے شیطان سائے کی طرح اس کے ساتھ چمٹا رہتا ہے کسی وقت بھی اس سے گناہ سرزد ہو سکتا ہے اگر گناہ کے بعد فوراً پشیمان ہو کے معافی کی طلب میں اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹا دے تو اللہ گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں اور اگر پھر گناہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پھر معاف فرما دیتے ہیں اس طرح اگر بار بار بے اختیاری کے عالم میں اس سے گناہ سرزد ہوتا جاتا ہے تو جتنی بار بھی وہ اللہ سے معافی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ معاف فرماتے جاتے ہیں بشرطیکہ بندہ اللہ سے ڈرنے والا ہو اور ہٹ دھرم نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِیَّ (صلی الله علیه و سلم) قَالَ "اِنَّ عَبْدًا اَصَابَ ذَنْبًا وَ رُبَّمَا قَالَ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ وَ رُبَّمَا قَالَ اَصَبْتُ فَاغْفِرْلِیْ فَقَالَ رَبُّهُ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَ یَاخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ اَوْ اَصَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَ یَاخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا وَ رُبَّمَا قَالَ اَصَابَ ذَنْبًا قَالَ قَالَ رَبِّ اَصَبْتُ اَوْ اَذْنَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَ یَاخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثَلٰثًا فَلْیَعْمَلْ مَاشَآءَ. (۱)

---

(۱) (بخاری کتاب التوحید باب قول الله تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام الله)

"میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا ایک بندے نے گناہ کیا (یا یوں کہا ایک گناہ کیا) اب اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگا اے رب تعالیٰ! گناہ ہو گیا اللہ نے (اس کی یہ دعا سن کر) ارشاد فرمایا میرا بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا بھی ہے اور گناہ پر پکڑتا بھی ہے میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا پھر تھوڑی دیر تک جب تک اللہ کو منظور تھا وہ بندہ ٹھہرا رہا اس کے بعد گناہ کر لیا (یا یوں کہا) ایک گناہ کیا اب اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگا۔ اے رب! مجھ سے اور گناہ ہو گیا تو بخش دے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سن کر فرمایا میرا بندہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے اچھا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر تھوڑی دیر جب تک اللہ کو منظور تھا وہ بندہ ٹھہرا رہا اس کے بعد گناہ کر لیا (یا یوں کہا اس سے ایک اور گناہ ہو گیا) اب پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگا اے رب تعالیٰ! مجھ سے گناہ ہو گیا اس کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا یہ بندہ جانتا ہے اس کا ایک مالک ہے جو گناہ بخشتا اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو تین بار بخش دیا اب وہ جیسے چاہے اعمال کرے میں تو اس کی مغفرت کر چکا ہوں۔"

گناہ تو بندے سے ہو ہی جاتا ہے کون ہے جو دعویٰ کرے کہ مجھ سے آج تک گناہ سرزد نہیں ہوا۔ اللہ فرماتے ہیں:

وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا. (النساء : ۲۸)

ترجمہ:- "اور انسان کو ضعیف پیدا کیا گیا ہے۔"

انسانی اعصاب بڑے کمزور ہیں تمام زندگی میں کوئی بھی گناہ نہ کرنا انتہائی مشکل بلکہ ناممکن ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ بلا تفریق ہر کسی کیلئے اس کی موت کا وقت آنے سے پہلے تک کھلا چھوڑ رکھا ہے کسی وقت بھی وہ پلٹ آئے تو رب کی رحمت مسکرا اٹھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہرگز نہیں ہے کہ انسان سے کوئی خطا ہی سرزد نہ ہو بلکہ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ خطا ہونے پر بندہ پلٹ آئے توبہ واستغفار کرے ایک روایت میں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) "لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ

حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِاَرْضِ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَ شَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِىْ ظِلِّهَا قَدْ اَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذَا هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِىْ وَ اَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ." (۱)

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ خوشی ہوتی ہے اپنے بندے کی توبہ سے جب وہ توبہ کرتا ہے اس شخص سے بھی بڑھ کر جو اپنی سواری پر سوار ایک صاف' بے آب ودانہ جنگل میں سے گزرا پھر وہ سواری بھاگ نکلی اور اس سواری پر اس کا کھانا اور پینا رکھا ہوا تھا آخر وہ (کافی تلاش کے بعد) اس سے ناامید ہو کر ایک درخت کے سائے میں آ کے لیٹ گیا اور وہ سواری کے ملنے سے بالکل ناامید ہو گیا تھا اسی حال میں اچانک یہ ہوا کہ اس کی سواری اس کے سامنے کھڑی تھی اس نے اس کی نکیل کو تھاما اور خوشی سے بے خود ہو کے کہہ بیٹھا اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں اس نے فرط مسرت میں بھول کے ایسی غلطی کر لی۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائے اور (تمہاری جگہ) ایسی قوم لے آئے جو گناہ کریں پھر استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ انہیں بخشے۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ رب اپنی شان رحیمی سے بندوں کو معاف کر کے خوش ہوتا ہے بندوں سے گناہ کا ہو جانا ہی درحقیقت رب کی شان کریمی کے مظہر کا ذریعہ ہے جب بھی کوئی بندہ گناہ کر کے رب کی طرف پلٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفت بخشش وعنایت کا ظہور ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ بندہ رب سے ڈرنے والا ہو جو بھی اس سے ڈرے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(۱) (صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب فی الحض علی التوبۃ والفرح بھا)

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) قَالَ قَالَ "رَجُلٌ لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ فَاِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْہُ وَاذْرُوْا نِصْفَہُ فِی الْبَرِّ وَ نِصْفَہُ فِی الْبَحْرِ فَوَاللّٰہِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ لَیُعَذِّبَنَّہُ عَذَابًا لَا یُعَذِّبُہُ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِیْنَ فَاَمَرَ اللّٰہُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِیْہِ وَ اَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِیْہِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْیَتِکَ وَ اَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَلَہُ." (۱)

ترجمہ:- "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص تھا جس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی مرتے وقت اس نے یہ وصیت کی کہ اسے مرنے کے بعد جلا دینا اور اس کی راکھ آدھی خشکی اور آدھی دریا میں بہا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر کہیں اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو ایسا عذاب دے گا کہ ویسا عذاب سارے جہان میں کسی کو نہیں دے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم کیا اس نے اس کے بدن کے سارے اجزاء جو اس میں بہا دیئے گئے تھے اکٹھے کئے پھر خشکی کو حکم دیا اس نے سب اجزاء کو جو اس میں پھیل گئے تھے اکٹھے کئے پھر اللہ نے اسے (سامنے کھڑا کیا) اور پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہنے لگا تیرے ڈر سے اور تو خوب جانتا ہے اللہ نے اس کو بخش دیا۔"

یہی واقعہ بخاری کی ایک دوسری روایت میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا: دیکھو! میں تمہارا باپ کیسا تھا انہوں نے کہا بہت اچھا۔ باپ کہنے لگا میں نے کوئی نیکی اللہ کی درگاہ میں نہیں بھیجی اگر کہیں اللہ نے مجھے پکڑ لیا تو سخت عذاب دے گا۔ تم ایسا کرنا جب میں مر جاؤں تو میری لاش جلا دینا جب جل کر کوئلہ ہو جائے تب خوب پیسنا اور جس دن زور کی آندھی ہو اس دن یہ راکھ آندھی میں اڑا دینا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم اس نے اپنی اولاد سے یہی عہد لیا آخر انہوں نے اس کے

---

(۱) (بخاری کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ)

مرنے کے بعد ایسا ہی کیا جلا کر راکھ کر ڈالا پھر آندھی کے دن یہ راکھ اس میں اڑا دی اللہ تعالیٰ نے کُن کا لفظ فرمایا تو وہ شخص فوراً سامنے کھڑا تھا۔ اللہ نے پوچھا:

اَیْ عَبْدِیْ مَا حَمَلَکَ عَلٰی اَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ قَالَ مُخَافَتُکَ اَوْ فَرَقٌ مِنْکَ قَالَ فَمَا تَلَافَاہُ اَنْ رَّحِمَہُ عِنْدَھَا. (۱)

ترجمہ:- "اے میرے بندے یہ تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا اے پروردگار تیرے ڈر یا تیرے خوف سے اللہ تعالیٰ نے اس کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ اس پر رحم کیا۔"

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں بطور اصول کے یہ ذکر فرمادیا ہے کہ جو بندہ بھی اس کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے جنت ہے اور جس نے بھی دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہوئے سرکشی کو اختیار کیا اس کے لئے دوزخ ہے۔ ذیل کی آیات اس سلسلہ میں کس قدر واضح ہیں:

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی O وَ اٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا O فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی O وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی O فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی O (۲)

ترجمہ:- "سو جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو جہنم ہی اس کا ٹھکانہ ہے اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور نفس کو خواہش سے روک لیا تو جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہے۔"

اللہ رب العزت کو ڈرنے والا دل ہی پسند ہے ڈرنے والے کیلئے ہی معافی ہے اور ڈرنے والے کیلئے ہی انعامات ہیں۔ بلکہ پورے قرآن حکیم میں کسی شخص کیلئے دو جنتوں کا وعدہ نہیں ماسوائے اس شخص کے جو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ. (۳)

"اور جو آدمی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کیلئے دو باغات ہیں۔"

(۱) [illegible] ... [illegible] (۵)

لوگوں سے تکلیف کو دور کرنا

جو بندہ اپنے بھائیوں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا ہے انہیں خوشی ملے تو خود بھی خوش ہوتا ہے اور اگر انہیں غم پہنچے تو خود بھی غمزدہ ہو جاتا ہے اور جس چیز نے اس کے مسلمان بھائیوں کو تکلیف پہنچائی ہے اسے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی اس کوشش کی قدردانی کرتے ہوئے اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں حتی کہ اگر کسی آدمی نے راستے سے کانٹے دار شاخ کو بھی ہٹا دیا تو اللہ نے اس کے گناہ بخش دیئے۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) قَالَ "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَلَهُ." (۱)

ترجمہ:۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص راستے میں جا رہا تھا اس نے راہ میں کانٹوں والی ایک شاخ دیکھی تو اسے راستے سے ہٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نیکی کی قدر دانی کی اور اسے بخش دیا۔"

مسلم میں ہی ایک دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ "لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِيْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِي النَّاسَ." (۲)

---

(۱) (صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ، باب ازالۃ الاذی عن الطریق)

(۲) (صحیح مسلم کتاب البر والصلہ باب مذکورہ)

ترجمہ :۔ ”حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے جنت میں ایک شخص کو گھومتے پھرتے دیکھا (اس کا عمل اتنا تھا کہ) اس نے ایک درخت کو راہ سے کاٹ دیا تھا۔ جو (راستے میں ہونے کی وجہ سے آنے جانے والے) لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔“

”امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کسی بھی طرح کا فائدہ دینے میں یہی ثواب ہے۔“

یعنی احادیث مذکورہ میں تو لوگوں سے تکلیف دور کرنے کے اعتبار سے مثالیں ہیں اصل چیز لوگوں سے تکلیف کو دور کرنا ہے خواہ وہ کسی بھی قسم کی ہو اور اپنے بھائی سے تکلیف کو دور کرنے سے نہ صرف گناہوں کی معافی مل جاتی ہے بلکہ قیامت کے دن اللہ رب العزت اس سے حساب کی سختیاں بھی دور فرما دیں گے۔ اس چیز کی وضاحت ذیل کی حدیث سے ہوتی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی الله علیه وسلم) ”مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ اَخِيْهِ وَ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ. (۱)

ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مومن سے دنیا کی تنگیوں میں سے کوئی تنگی دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کی تنگیوں میں سے کوئی تنگی دور فرما دیں گے اور جو شخص کسی تنگ دست پر آسانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی فرمائیں گے اور جو شخص کسی مسلمان کی

(۱) (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن ولی الذکر)

پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے اور جو کوئی آدمی ایسے راستے پر چلا کہ وہ اس میں علم کی تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان بھائی پر آسانی کرنے سے اللہ رب العزت آخرت میں بدلہ دینے کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی اس کے لئے آسانی پیدا کردیتے ہیں۔

آخِرت میں آسانی کی مثال (گناہ معاف کردیئے گئے)

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ "مَاتَ رَجُلٌ فَقِيْلَ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ قَالَ كُنْتُ اُبَايِعُ النَّاسَ فَاَتَجَوَّزُ عَنِ الْمُوْسِرِ وَاُخَفِّفُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَغُفِرَلَهُ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ (صلى الله عليه وسلم)." (۱)

ترجمہ:- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ایک آدمی مرگیا اس سے پوچھا گیا تو کیا کرتا تھا (تیرے پاس کوئی نیکی ہے۔۔۔؟) وہ کہنے لگا میں لوگوں سے خرید وفروخت کرتا تھا (اور ان پر آسانی یہ کرتا) مال دار کو مہلت دیتا اور تنگدست کو معاف کردیتا تھا (اللہ نے اس پر یہ آسانی کی کہ) اسے معاف کردیا گیا۔ ابومسعود نے کہا کہ میں نے بھی یہ حدیث نبی ﷺ سے سنی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (صحیح بخاری کتاب الاستقراض واداء الدیون باب حسن التقاضی)

کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کرنا

جس طرح کسی تنگ دست کی تکلیف دور کرنے اور اس پر آسانی کرنے سے اللہ رب العزت گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اسی طرح جسے تکلیف پہنچی ہے وہ اگر تکلیف پر صبر کرلے جزع فزع نہ کرے اور نہ ہی شریعت کا دامن چھوڑے تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کے عوض اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بخار بھی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔اس سلسلہ میں ہم صحیح بخاری کی چند روایات پیش کررہے ہیں:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی الله عنه قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِیْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم "أَجَلْ إِنِّی أُوْعَکُ كَمَا يُوْعَکُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ" قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ "أَجَلْ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهٖ سَيِّئَاتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.(۱)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ بخار میں مبتلا تھے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کو چھوا اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ تو شدید بخار میں مبتلا ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں مجھے اس قدر بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے کہا پھر آپ

---

(۱) (صحیح مسلم، کتاب البر و الصلہ باب ثواب المومنین فیما یصیبہ۔۔)

کیلئے دو اجر ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر فرمایا کوئی ایسا مسلمان نہیں جس کو تکلیف پہنچی (بیماری یا کوئی اور تکلیف) مگر اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کے گناہ گرا دیتا ہے۔ جیسے درخت اپنے (سوکھے) پتے گرا دیتا ہے۔"

معلوم ہوا کہ بخار بندے کے گناہوں کو اس طرح سے جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت کے سوکھے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ آدمی جزع فزع نہ کرے۔ اللہ کا شکوہ نہ کرے اور نہ ہی شدت مرض کی وجہ سے شریعت کا دامن ہاتھ سے چھوڑے۔ مثلاً بخار میں بھی نمازوں کا پابند رہے خواہ لیٹ کے یا اشاروں سے ہی سہی۔ اللہ تعالیٰ بخار کی وجہ سے اسے گناہوں سے پاک کر دیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے گناہوں کو یوں دھو دیا جاتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دھو دیتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰی اُمِّ السَّائِبِ اَوْ اُمِّ الْمُسَیَّبِ فَقَالَ مَالَكِ **"یَا اُمَّ السَّائِبِ اَوْ یَا اُمَّ الْمُسَیَّبِ تُزَفْزِفِیْنَ"** قَالَتِ الْحُمّٰی لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِیْهَا فَقَالَ" **لَا تَسُبِّی الْحُمّٰی فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَایَا بَنِی اٰدَمَ کَمَا یُذْهِبُ الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ.**"(۱)

"حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام السائب یا ام المسیب کے ہاں آئے (تو وہ بخار سے لرز رہی تھیں) آپ نے پوچھا اے ام السائب یا ام المسیب تجھے کیا ہوا تو لرز رہی ہے۔ وہ بولی بخار ہے اللہ اس کو برکت نہ دے۔ آپ نے فرمایا بخار کو مت برا کہہ اس لئے کہ وہ آدم کے بیٹے کی خطاؤں کو یوں دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔"

صرف بخار ہی نہیں کوئی بھی تکلیف پہنچے اللہ تعالیٰ اسے گناہوں کا کفارہ بنا دیتے ہیں خواہ اسے کانٹا ہی چبھ جائے اس کے عوض بھی گناہوں کی ایک مقدار ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں صحابی اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ

---

(۱) (صحیح مسلم کتاب البر والصلہ باب مذکورہ)

وسلم سے روایت کرتے ہیں:

"قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حَزَنٍ وَّلَا اَذًى وَّلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ." (۱)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو کوئی دکھ پہنچے یا تکلیف آئے، رنج آئے، غم آئے یا کوئی صدمہ اور ایذا پہنچے یہاں تک کہ ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو ہر چیز کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے گناہ دور کرتے جاتے ہیں۔"

ایک روایت میں ہے کہ کانٹا چبھنے پر اللہ تعالیٰ گناہ بھی دور کرتے ہیں اور درجات بھی بڑھا دیتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنُ مِنْ شَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَهَا اِلَا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً اَوْ حُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً."(۲)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو کانٹا لگے یا اس سے زیادہ کوئی دکھ پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کا ایک درجہ بڑھا دیتے ہیں اور اس سے ایک گناہ بھی مٹا دیتے ہیں۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ مصیبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ بندے کا فعل نہیں، یہ دراصل بندے کو اللہ کی جانب سے گناہ پر بدلہ ملتا ہے اس سے گناہ دور ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر مصیبت اسکے گناہ سے بھی بہت بڑھ کے ہو تو گناہ تو خشک پتوں کی طرح جھڑنے ہی ہیں اس کے درجات بھی بہت بلند ہو جاتے ہیں اور یہ فضیلت وثواب اس لئے بھی ہے کہ مصیبت ایک طرح سے بندے کا امتحان ہے اور امتحان میں کامیابی پر انعام ہوتا ہے اور ناکامی پر سزا بھی اور رسوائی بھی۔ اللہ کی طرف سے کسی مصیبت یا بیماری جیسے امتحان میں کامیابی یہ ہے کہ بندہ صبر وثبات کے ساتھ مصیبت کو جھیل لے نہ اللہ کا شکوہ کرے اور نہ مصیبت پر بے صبری سے واویلا کرے۔ اگر اس نے بہادروں کی طرح خاموشی اور صبر سے

(۱) (صحیح بخاری کتاب المرتضیٰ باب ماجاء فی کفارة المرض)

(۲) (صحیح مسلم' کتاب البر والصلہ باب ثواب المومن فیما یصیبه۔۔)

یہ دن کاٹ لئے تو مصیبت تو ختم ہونے کیلئے ہوتی ہے۔ جیسے ہی امتحان ختم ہوا اسے کامیابی پر انعام یہ ملے گا کہ گناہ بھی ڈھل جائیں گے اور درجات بھی بلند ہوں گے لیکن اگر وہ ان حالات میں صابر و شاکر نہ رہا تو رونے دھونے سے مصیبت تو کبھی ختم نہیں ہوئی اسے مصیبت بھی جھیلنا پڑے گی اور گناہ کیا دھلنے ہیں گناہوں کا بوجھ مزید بڑھ جائے گا۔ رب کے ہاں بے صبرا اور ناشکرا لکھا جائے گا' انعام سزا میں بدل جائے گا۔ اس لئے کہ اس نے اپنے محبوب حقیقی کی جانب سے پہنچے والی مصیبت پر محبوب کے اصول وقواعد یعنی شریعت کو بھلا دیا جبکہ محبّ تو محبوب کی طرف سے پہنچنے والے زخموں میں لذت محسوس کیا کرتا ہے' شکوہ وشکایت نہیں کرتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کچھ بیماریوں پر انعامات پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے:

بینائی جاتی رہے تو:

جس آدمی کی بینائی جاتی رہے اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے عظیم اجر سے نوازتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ اِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِىْ بِحَبِيْبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيْدُ عَيْنَيْهِ" (۱)

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں کے ذریعے (یعنی آنکھوں سے محروم کر کے) آزماؤں پس وہ اس پر صبر کرے تو میں اس کے بدلے اسے جنت دوں گا۔"

آنکھوں کا نہ ہونا دنیا میں بہت بڑی محرومی ہے۔ اس کیلئے دنیا اندھیر ہے وہ پہاڑوں سمندروں، دریاؤں، جھیلوں، آبشاروں اور قدرتی مناظر کو دیکھنے سے محروم رہتا ہے۔ حتیٰ کہ موسموں کی آمد پر چھانے والی رونقوں اور بیوی بچوں کے چہروں کو بھی نہیں دیکھ پاتا اور اللہ تعالیٰ جزاء بھی بقدر مشقت عطا فرماتے ہیں۔ بینائی سے محرومی پر صبر بہت بڑا عمل ہے جس کی جزاء جنت ہے۔ بشرطیکہ نابینا ایمان کی دولت سے مالا مال ہو۔

(۱) (صحیح بخاری کتاب المرضی، باب فضل من ذهب بصره)

مرگی پر صبر کی جزاء:

اس بارے میں بھی نبی ﷺ کی پیاری زبان سے مشک بھرا فرمان پڑھ لیں:

عَنْ عَطَآء ابنِ اَبي رِبَاحٍ قَالَ قَالَ لِیُ اِبْنُ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما: أَلَا أُرِيكَ إِمْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ هٰذِهِ الْمَرأَةُ السَّوْدَآءُ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي أُصْرَعُ وَإِنِّي اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيُ قَالَ ''اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ'' فَقَالَتْ اَصْبِرُ' فَقَالَتْ: إِنِّيُ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَّا اَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا۔(۱)

''حضرت عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں تجھے جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے کہا' کیوں نہیں (ضرور دکھلایئے) انہوں نے فرمایا: کہ یہ کالی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کہا مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے میں ننگی ہو جاتی ہوں۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیں (کہ اس بیماری سے نجات مل جائے) آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اس بیماری پر صبر کر اس کے بدلے تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کر دیتا ہوں کہ اللہ تجھے اس بیماری سے عافیت دے۔ اس نے کہا میں صبر ہی اختیار کرتی ہوں۔ تاہم (دورے کے وقت) میں ننگی ہو جاتی ہوں۔ آپ اللہ سے یہ دعا فرما دیں کہ میں برہنہ نہ ہوا کروں۔ چنانچہ آپ نے اس کیلئے یہ دعا فرمائی۔

جو طاعون کی بیماری سے فوت ہو جائے:

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونِ فَاَخبَرَهَا ''أَنَّهُ كَانَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُصِيبَهُ إِلَّا مَا

(۱) (صحیح بخاری' کتاب المرضیٰ باب فضل من یصرع من الریح)

كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيْدِ. (۱)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انہیں بتایا کہ یہ عذاب تھا جس پر اللہ چاہتا اسے نازل فرماتا لیکن مومنوں کیلئے اللہ نے اسے رحمت بنا دیا پس جو بندہ طاعون (کی بیماری) میں مبتلا ہو جائے وہ اپنے (طاعون زدہ) شہر میں ہی صبر کرتا ہوا ٹھہرا رہے اسے یقین ہو کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ نے اس کیلئے لکھ دیا ہے تو ایسے شخص کیلئے شہید کی مثل اجر ہے۔''

جس عورت کو بچوں کی وفات کیساتھ آزمایا جائے:

جس عورت کا بچہ فوت ہو جائے وہ اس کیلئے کمر توڑ دینے والا غم ہوتا ہے اگر وہ دل کا ٹکڑا چھن جانے پر اللہ کا شکوہ کرنے کی بجائے صبر کرے تو اللہ فوت ہونے والے بچے کو اس کیلئے جہنم کی آگ سے بچاؤ کا ذریعہ بنا دیں گے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ النِّسَآءَ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اجْعَلْ لَنَا يَوْمًا فَوَعَظَهُنَّ فَقَالَ "أَيُّمَا امْرَءَةٍ مَاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ كُنَّ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ" فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَّاثْنَانِ قَالَ "وَاثْنَانِ." (۲)

''عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ایک دن ہمیں وعظ سنانے کا مقرر فرما دیجیے۔ (آپ نے مقرر فرما دیا) پس انہیں وعظ کیا تو فرمایا جس عورت کے تین بچے مر جائیں وہ (قیامت کے دن) دوزخ سے اس کیلئے آڑ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا اگر دو مر جائیں تو آپ نے فرمایا دو کیلئے بھی یہی اجر ہے۔''

یہ چند بیماریاں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور مثال کے ذکر کی ہیں' حقیقت یہ ہے کہ مومن آدمی کسی بھی بیماری یا تکلیف میں مبتلا ہو تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کے عوض اس

(۱) (صحیح بخاری' کتاب الطب' باب اجر الصابر فی الطاعون)

(۲) (بخاری' کتاب الجنائز' باب فضل من مات له ولد)

کے گناہ معاف کرتے ہوئے اسے اجروثواب سے نوازتے ہیں۔اس کی دلیل وہ دعا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض کی عیادت کرنے والے کیلئے سکھائی جس میں تیمارداری کرنے والا مریض کو گناہوں کی معافی کا مژدہ سناتا ہے اور یہ دعا ہر بیمار کیلئے ہے خواہ بیماری کوئی سی بھی ہو۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُہٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ مَنْ یَعُوْدُہٗ قَالَ "لَا بَاسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ" (۱)

"نبی ﷺ ایک دیہاتی کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے اور آپ جس کی بھی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے تو فرماتے لا بأس طهور ان شاء الله کوئی فکر نہیں اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔"

معلوم ہوا کہ ہر بیماری گناہوں کو دھونے والی ہے اس لئے بیماری میں رنجیدہ دل ہو کے رونے دھونے' نماز اور عبادت کو چھوڑنے کی بجائے صابر و شاکر بن خاموشی سے جرأت مندوں کی طرح غم جھیل لینے میں کتنا ہی بڑا انعام پوشیدہ ہے کہ بیماری اسے گناہوں سے صاف کرتی ہوئی گزر جائے۔دھوبی جب میلے کپڑے کو دھوتا ہے تو اسے گرم کھولتے ہوئے پانی میں ڈال کر شدتِ گرمی کی آنچ دیتا ہے۔پھر دھوبی پٹرے سے اس کی دھنائی کرتا ہے' بار بار اسے پتھر پہ پٹختا ہے تاکہ وہ میل کچیل سے صاف ہو جائے اور کپڑا ہے کہ خاموشی سے یہ چیزیں برداشت کر رہا ہے۔اس لئے کہ وہ خود سے داغ دھبوں اور میل کو اس امتحان کے بغیر صاف نہیں کرسکتا اور اگر وہ میل کچیل سے لتھڑا رہا تو کوئی اسے محبت سے زیب تن نہیں کرے گا اور محبوب کے بدن پہ وہ پوشاک بن کے سج نہیں سکے گا۔غور کیجئے! اسی طرح گناہ بھی بندے کے جسم پر میل اور گندگی کے بدنما دھبے ہیں ان کے ہوتے ہوئے کوئی اپنے محبوب رب کے ہاں تقرب کس طرح سے حاصل کرسکتا ہے........؟ لیکن وہ محبوب بڑا رحیم و کریم ہے وہ اس بندے کو کپڑے کی طرح مصائب کی بھٹی میں ڈال کر

(۱) (صحیح بخاری' کتاب المرضی' باب عیادۃ الاعراب)

گناہوں کے غبار سے دھو دیتا ہے تاکہ اسے آخرت کے غضبناک عذاب سے محفوظ رکھا جاسکے اور انعامات سے نوازا جاسکے۔ مگر جو بیماری میں پھسل گیا صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھا اس کی مثال اسی کپڑے جیسی ہے جسے جب پتھر پہ پٹخا گیا تو وہ برداشت نہ کرسکا اور پھٹ گیا پھر وہ پہلے سے بھی زیادہ عیب زدہ ہوکر نظروں سے گرادیا گیا اور جس نے صبر کیا وہ ایوب علیہ السلام پر صبر کی وجہ سے انعامات کی بارش دیکھ لے۔

اور ذرا دیکھئے! بیمار تو گناہوں سے پاک وصاف ہو ہی جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے انعامات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ جو بیمار کی عیادت کرنے کیلئے جائے اسے بھی نوازدیا جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِ (صلی اللہ علیہ وسلم) قال : "إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حتّٰى يَرْجِعَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ قَالَ جَنَاهَا." (۱)

ترجمہ:۔ "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ خرفۃ الجنہ (جنت کے تازہ پھل چننے) میں مصروف رہتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ خرفۃ الجنہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کے تازہ پھل چننا۔

لیکن اگر کوئی عیادت کرنے کی بجائے یہ کہتے ہوئے بیمار کو تکلیف دے کہ یہ اپنے گناہوں میں گرفتار ہے اسے اس کے گناہوں کی سزا مل رہی ہے تیمارداری کی بجائے اپنے بھائی کا دل دکھائے تو اس سے ایک تو وہ اپنے بھائی کو جو چارپائی پر ایڑیاں رگڑ رہا ہے مزید غم زدہ کرنے اور تکلیف دینے کا مرتکب ہوا اور دوسرا اللہ کی ناراضگی کا بھی وہ شکار ہوگا۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم "إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ

---

(۱) (صحیح مسلم کتاب البر والصلہ' باب فضل العیادۃ المریض)

اَلْقِیَامَۃِ : یَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ ' قَالَ یَا رَبِّ! کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَ أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ : أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّکَ لَوْ عُدْتَہُ لَوْ جَدْتَنِیْ عِنْدَہٗ؟ یَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ! کَیْفَ أُطْعِمُکَ وَ أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ : أَمَا عَلِمْتَ أَنَّہُ اسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْہُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّکَ لَوْ أَطْعَمْتَہُ لَوَ جَدْتَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ؟ یَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ! قَالَ : یَا رَبِّ! کَیْفَ اَسْقِیْکَ وَ أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ؟ قَالَ اسْتَسْقَاکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِہٖ' أَمَا عَلِمْتَ أَنَّکَ لَوْ سَقَیْتَہُ لَوَ جَدْتَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ.(۱)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائے گا' اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت (مزاج پرسی) نہیں کی' انسان کہے گا اے میرے رب! میں کیسے تیری عیادت کرتا جب کہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی مزاج پرسی نہ کی کیا تجھے علم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی مزاج پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پالیتا (یعنی میری رضا تجھے حاصل ہو جاتی) اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے مجھے کھلایا نہیں وہ کہے گا اے میرے رب میں تجھے کس طرح کھانا کھلاتا جب کہ تُو تو تمام جہانوں کا پالن ہار ہے اللہ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا پس تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا کیا تجھے علم نہیں تھا کہ اگر تو سے کھانا کھلاتا تو یقیناً (اس کے اجر و ثواب کو) میرے پاس پاتا' اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا تُو تو نے مجھے پانی نہیں پلایا وہ کہے گا اے میرے رب میں تجھے کیسے پانی پلاتا تُو تو تمام جہانوں کا رب ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھ سے تیرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا مگر تو نے اسے پانی نہیں پلایا' کیا

(۱) (صحیح مسلم' کتاب البر و الصلہ باب فضل عیادۃ المریض)

تو نے نہیں جانا اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو یقیناً (اس کے اجر وثواب) کو میرے پاس پاتا۔"

اس روایت سے پتہ چلا کہ بیمار کی عیادت کرنے پر اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور بیماری کے وقت اپنے بھائی کا ساتھ چھوڑ جانے اور اس سے منہ موڑ لینے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ ایسے بندے پر اللہ رب العزت قیامت والے دن ناراض ہوں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جسے جرم کی سزا دے دی گئی

اگر کسی بندے نے دنیا میں کوئی جرم کر لیا پھر اس پر پشیمان ہو کے اسلامی عدالت کی رُو سے جو اس جرم کی سزا بنتی تھی اس کو بھگت لیا تو وہ سزا اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گی۔ چند احادیث اس ضمن میں درج کی جا رہی ہیں:

۱۔ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رضی الله عنه (وَ كَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ اَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی الله عليه وسلم) قَالَ وَ حَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: "بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَ اَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصَوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَ فٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَ مَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ وَ إِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَ إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ" فَبَا يَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ۔(۱)

ترجمہ:۔ حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے اور لیلۃ العقبہ کے (بارہ) نقیبوں میں سے تھے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت جب آپ کے گرد صحابہ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی فرمایا کہ مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ

(۱) (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حدثنا ابو الیمان۔۔۔)

کرو گے' اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور نہ عمداً کسی پر کوئی بہتان باندھو گے اور کسی بھی اچھی بات میں (اللہ کی) نافرمانی نہ کرو گے جو کوئی تم میں سے (اس عہد کو) پورا کرے گا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے اور جو کوئی ان (بری باتوں) میں کسی کا ارتکاب کرے اور اسے دنیا میں (اسلامی قانون کے مطابق سزا دے دی جائے تو یہ سزا اس کے گناہ کیلئے بدلہ ہو جائے گی اور جو کوئی ان میں سے کسی بات میں مبتلا ہو گیا اور اللہ نے اس کے (گناہ) کو چھپا لیا تو پھر اس کا (معاملہ) اللہ کے حوالہ ہے اگر چاہے معاف کرے اگر چاہے سزا دے (عبادہ کہتے ہیں پھر ہم سب نے ان (سب باتوں) پر آپ سے بیعت کر لی۔

☆ ۲۔ صحیح مسلم کی ایک لمبی روایت میں ہے حضرت بریدہ بیان کرتے ہیں:

حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! میں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور زنا کیا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں آپ نے اس کو لوٹا دیا' دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا آپ نے اسے پھر واپس بھیج دیا' اس کے بعد ان کی قوم کے پاس کسی آدمی کو بھیجا اور دریافت کروایا کیا اس کی عقل میں فتور ہے' انہوں نے کہا ہم تو کوئی فتور نہیں جانتے جہاں تک ہم سمجھتے ہیں اس کی عقل اچھی ہے پھر تیسری بار ماعز رضی اللہ عنہ آئے آپ نے کسی شخص کو ان کی قوم کے پاس پھر بھیجا (اور یہی دریافت کروایا) انہوں نے کہا ان کو کوئی بیماری نہیں اور نہ ہی ان کی عقل میں فتور ہے۔ جب وہ چوتھی بار آئے (اور انہوں نے یہی کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کیجئے) تو آپ نے ایک گڑھا ان کے لئے کھدوایا پھر حکم دیا اور وہ رجم کر دیئے گئے۔

اس کے بعد ایک غامدیہ عورت آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے مجھ کو پاک کر دیجئے آپ نے اس کو بھی لوٹا دیا جب دوسرا دن ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ! آپ مجھے کیوں لوٹاتے ہیں شاید آپ ماعز کی طرح ہی مجھے بھی واپس بھیجنا چاہتے ہیں اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں (اب زنا میں کیا شک ہے) آپ نے فرمایا اچھا اگر تو نہیں لوٹتی (اور

توبہ کر کے پاک ہونا نہیں چاہتی بلکہ دنیا میں ہی سزا چاہتی ہے) تو جا بچہ جنم دینے کے بعد آنا جب اس نے بچے کو جنم دیا تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر اسے لائی آپ نے فرمایا اسی کو تو نے جنا ہے جا اس کو دودھ پلا جب اس کا دودھ چھڑائے تو آنا جب اس کا دودھ چھٹا تو وہ بچے کو لے کر آئی اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور کہنے لگی اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ کھانا کھانے لگا ہے آپ نے وہ بچہ ایک مسلمان کو پرورش کیلئے دے دیا۔

ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَحُضِرَ لَهَا إِلٰى صَدْرِهَا وَ اَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ وَلِيْدٍ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ النَّبِيُّ (صلى الله عليه وسلم) فَقَالَ **"مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَلَهُ"** ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَصُلِّيَ عَلَيْهَا وَ دُفِنَتْ۔(۱)

ترجمہ:- ''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس عورت کے لئے سینے تک گڑھا کھود دیا گیا اور لوگوں کو اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس عورت کے سر پر مارا خون اڑ کر خالد رضی اللہ عنہ کے منہ پر گرا تو انہوں نے اس عورت کے بارے میں بُرے کلمات کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لئے تو آپ نے فرمایا خبردار اے خالد! (ایسا مت کہو) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز محصول لینے والا (انتہائی ظالم) انسان بھی ایسی توبہ کرے تو اسے بخش دیا جائے پھر آپکے حکم سے اس پر نماز پڑھی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی توبہ کرنے والے کی اس انداز سے تعریف وتوصیف کی ہے کہ اس توبہ کو بے مثال بنا دیا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت کو پڑھیئے تو آپ کو اس کا اندازہ ہوگا بیان کرتے ہیں:

(۱) (صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد الزنا)

"اَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ اَتَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهِيَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ فَدَعَا نَبِيُّ اللّٰهِ (صلى الله عليه وسلم) وَلِيَّهَا فَقَالَ "اَحْسِنْ اِلَيْهَا فَاِذَا وَضَعَتْ فَاْتِنِي بِهَا فَفَعَلَ فَاَمَرَ بِهَا" نَبِيُّ اللّٰهِ (صلى الله عليه وسلم) فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رضى الله عنه تُصَلِّي عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ؟ قَالَ "لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ تَوْبَةً اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَاءَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى." (۱)

ترجمہ:- "قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور وہ زنا کی وجہ سے حاملہ تھی اس نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے حد والا کام کیا ہے مجھ کو حد لگائیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلایا اور فرمایا کہ اس کو اچھی طرح رکھ اور جب یہ جنم دے تو اسے میرے پاس لے کر آنا اس نے ایسا ہی کیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو حکم دیا تو اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیئے گئے پھر حکم دیا اور وہ رجم کر دی گی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھنے کیلئے آگے بڑھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اس نے تو زنا کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے توبہ بھی تو کر لی ہے اور ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس توبہ کو مدینے کے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو ان کو بھی کافی ہو جائے اور تو نے اس سے بہتر توبہ کون سی دیکھی ہے کہ اس نے (توبہ کیلئے) اپنی جان ہی اللہ کے واسطے دے دی۔

اگر زنا جیسا برا جرم کرنے کے بعد توبہ بھی نہ کرے تو اس جیسا بدبخت انسان کوئی نہ ہوگا لیکن اگر یہ سنگین جرم کرنے کے بعد سزا بدن پر سہتے ہوئے توبہ کی تلاش میں جان دے دے تو اس کا مقام ومرتبہ صلحا سے بھی بڑھ کر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (صحیح مسلم کتاب الحدود، باب حد الزناء)

اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے حج یا عمرہ کرنا

اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے حج یا عمرہ کرنا ایسا عمل ہے جو گناہوں کا وجود ہی اعمال نامہ سے ختم کر دیتا ہے۔ روایات پڑھیئے:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ علیه وسلم) مَنْ اَتٰی هٰذَا الْبَیْتَ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهُ.(۱)

ترجمہ:- ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس گھر (بیت اللہ) میں آیا نہ اس نے شہوت رانی کی باتیں کیں اور نہ گناہ کیا تو وہ (حج کے بعد ایسا ہو کر) پلٹا جیسے اس کی ماں نے اسے ابھی جنم دیا ہو۔''

ظاہر بات ہے جو آدمی گناہوں سے پاک ہو گیا وہ اس بچے کی طرح ہی ہے جس نے آج ہی جنم لیا ہو وہ دوزخ میں نہیں جا سکتا۔ دوزخ کی آگ تو گناہ گاروں کیلئے ہے اللہ تعالیٰ نے اصول بنا دیا ہے۔

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ○ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ○

ترجمہ:- ''بے شک نیک لوگ البتہ نعمتوں (والی جنت) میں ہوں گے اور بلاشبہ فاجر لوگ جہنم میں ہوں گے۔''

اس چیز کی وضاحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یوں کر دی گئی ہے:

---

(۱) (صحیح مسلم کتاب باب فضل الحج والعمرۃ)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی الله علیه وسلم) قَالَ "اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ." (۱)

ترجمہ:- ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیان میں ہونے والی لغزشوں کیلئے کفارہ ہوجاتا ہے اور حج مقبول کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔''

یعنی حج اتنا افضل عمل ہے کہ اس کا بدل جنت سے کم کوئی چیز بن ہی نہیں سکتی اس لئے کہ حج نے اسے گناہوں کے میل کچیل سے دھوکر پاک وصاف کردیا ہے اور دوزخ میں بھیجا جاتا ہے گناہوں کی سزا بھگتنے کیلئے' جب گناہوں کا وجود ہی نہ رہا تو دوزخ کی آگ بھی اس کے قریب نہ پھٹک سکے گی۔

اس روایت سے اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ عمرہ دوسرے عمرہ تک جتنے گناہ ہوں ان سب کو دھودینے والا ہے لیکن جو بندہ استطاعت کے باوجود حج یا عمرہ نہیں کرتا وہ بدنصیب بھی ہے اور مجرم بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (صحیح مسلم کتاب وباب مذکورہ)

یوم عرفہ اور عاشورہ کا روزہ رکھنا

بعض اعمال ایسے ہیں جن میں محدود پیمانے پر گناہوں کی معافی کا ذکر ہے کہ ایسا عمل کرلو گے تو اعمال نامہ سے گناہوں کی اتنی مقدار ختم کر دی جائے گی اور یہ اعمال بھی انتہائی آسان اور مختصر سی مخصوص مدت پر مشتمل ہیں ان میں ایک عرفہ کے دن کا روزہ ہے جس کے عوض دو سالوں کے گناہوں کی معافی مل جاتی ہے اور دوسرا عاشورہ کے دن کا روزہ ہے جس کے عوض ایک سال کے گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے دونوں کا ذکر مسلم کی اس روایت میں ہے:

قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَ "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ" قَالَ وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَاشُورَآءَ فَقَالَ "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ." (۱)

ترجمہ:- (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے دن کے روزے کے بارے پوچھا گیا (اس کا کیا اجر ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سال گزرے ہوئے اور ایک سال آنے والے (کے گناہوں کا) کفارہ ہو جاتا ہے (راوی نے کہا) پھر عاشورہ (دس محرم) کے روزے کا پوچھا گیا تو فرمایا ایک سال گزرے ہوئے (کے گناہوں کا) کفارہ ہے۔"

عرفہ کا دن ۹ ذوالحج کا ہے اور عاشورہ دس محرم کو کہتے ہیں۔

---

(۱) (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النھی عن صوم الدھر---)

یوم عرفہ ایک اور فضیلت

عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے دوسالوں کے گناہوں کی معافی ملتی ہے اس کے ساتھ ساتھ جہنم سے آزادی کا پروانہ بھی مل جاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم) قَالَ "مَا مِنْ یَوْمٍ اَکْثَرَ مِنْ أَنْ یُّعْتِقَ اللّٰہُ عَزَّوَ جَلَّ فِیْہِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَةَ وَ اِنَّهُ لَیَدْنُوْ ثُمَّ یُبَاهِی بِهِمُ الْمَلَائِکَةَ فَیَقُوْلُ مَا اَرَادَ هٰؤُلَآءِ." (۱)

ترجمہ :- "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کو آگ سے اتنا آزاد کرتے ہوں جتنا عرفہ کے دن آزاد کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بندوں کے) قریب ہوتے ہیں اور بندوں کا حال دیکھ کر فرشتوں پر فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ کس ارادہ سے جمع ہوئے ہیں ۔۔۔؟

عمل اتنا چھوٹا ہے کہ صرف ایک دن کا روزہ ۔۔۔ اور اجر اتنا بڑا ہے کہ دوسال کے گناہوں کی معافی یہ برابر برابر بدلہ ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ تو اس رؤف الرحیم کے جودوسخا کا بے مثل مظاہرہ ہے۔ اللہ ہمیں اس بے پایاں رحمت کو حاصل کرنے کی توفیق بخش دے۔

(۱) (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل یوم عرفة)

نماز تہجد کے وقت اٹھ کر نماز پڑھنا

اللہ رب العزت سب سچوں سے بڑھ کر سچے ہیں وہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کرتے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری زبان سے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے پچھلے پہر گناہوں کی معافی کا اعلان کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو بھی معافی مانگے گا میں اسے ضرور معاف کردوں گا جیسا کہ درج ذیل روایت میں ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰه عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی الله علیه وسلم) قَالَ : "**یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی کُلَّ لَیْلَةٍ إِلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا حَتّٰی یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْآخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَدْعُوْنِیْ فَأَسْتَجِیْبَ لَهُ مَنْ یَسْأَلُنِیْ فَأُعْطِیَهُ مَنْ یَسْتَغْفِرُنِیْ فَأَغْفِرَلَهُ.**" (۱)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا پروردگار بلند' برکت والا ہے ہر رات اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کے گناہوں کو معاف کردوں۔

اس حدیث کی وضاحت مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے:

"عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ الْأَشْعَرِیِّ رضی الله عنه عَنِ

(۱) (صحیح بخاری کتاب التهجد' باب الدعا و الصلاۃ من آخر)

النَّبِيِّ (صلى الله عليه و سلم) قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ وَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا." (۱)

ترجمہ:- ''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ کو رات کے وقت پھیلاتے ہیں تاکہ دن کو گناہ کرنے والا معافی کیلئے لوٹ آئے اور پھیلاتے ہیں اپنے ہاتھ کو دن کے وقت تاکہ رات کو گناہ کرنے والا معافی کیلئے لوٹ آئے (اور یہ سلسلہ جاری رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔''

اس آدمی پر تعجب ہے جو گناہ گار بھی ہو اور رات کو اٹھ کر رب کے سامنے آنسو بھی نہ برسائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی پیاری بیویوں کو جو امہات المؤمنین ہیں انہیں سویا ہوا دیکھ کر افسوس کیا تھا کہ یہ رات کے پچھلے پہر رب کی رحمتوں کے کھلنے والے دروازوں سے بے خبر ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس واقعہ کو یوں ذکر کیا ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی الله عنها اَنَّ النَّبِيَّ (صلى الله عليه و سلم) اسْتَيْقَظَ لَيْلَةً فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ، مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ؟ يَا رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْاٰخِرَةِ." (۲)

ترجمہ:- ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا سبحان اللہ! آج رات کیا کیا بلائیں اتری ہیں اور ساتھ ہی (رحمت اور عنایت کے) کیسے خزانے نازل ہوئے ہیں ان حجرے والیوں (ازواج مطہرات رضی اللہ عنھم) کو کوئی جگانے والا ہے۔۔۔؟ افسوس! کہ دنیا میں بہت سی کپڑے پہننے والی عورتیں آخرت میں ننگی ہوں گی۔''

(۱) (مسلم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

(۲) (صحیح بخاری کتاب التهجد، باب تحریض النبی صلی الله علیه و سلم علی قیام اللیل)

رات کے پچھلے پہر اٹھ کر تہجد پڑھنا اور معافی مانگنا نہ صرف گناہوں کو دھونے والا عمل ہے بلکہ نفس کی سرکشیوں کو کچلنے کیلئے ایک بہترین تریاق بھی ہے' زبان و بیان کو درست کرنے اور دلوں کو پاک کرنے کیلئے بہترین علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

"اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا." (۱)

ترجمہ:- "بلاشبہ رات کو اٹھنا (نفس کو) کچلنے میں بہت سخت اور بات کرنے میں بہت درست ہے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (مزمل ٦)

رمضان المبارک کے اعمال

سال بھر کے مہینوں میں رمضان المبارک کا مہینہ اللہ رب العزت نے ایسا بنا دیا ہے جو اس کی رحمت و عنایات اور فیوض و برکات کا مظہر ہے۔ سارا سال گناہ کرتے کرتے بندے کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ ہاں! بندے کی بداعمالیوں نے اس کے اور رب کے درمیان تعلق کو کمزور کر دیا تھا اس کے گناہوں نے اس کی زندگی کو قابل نفرت بنا دیا تھا' لیکن جیسے ہی رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہوا تو یہ کائنات بھر کے گناہ گاروں کیلئے معافی نامہ بن گیا۔ وہ کوئی بدنصیب ہی ہوگا جس کو اس مہینہ میں معافی نہ مل سکے' اس کی بدنصیبی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ گزر گیا اس کی جھولی بھی خالی رہی' اس کا دل بھی گناہوں سے سیاہ رہا۔

ہمارے مضمون کا تعلق گناہوں کو دھونے والے اعمال کے ساتھ ہے۔ اس لئے ہم رمضان المبارک پر بھی اسی مضمون کے حوالہ سے بات کریں گے۔ احادیث مبارکہ میں رمضان المبارک کے تین ایسے اعمال بیان ہوئے ہیں جو گناہوں کو دھونے میں اکسیر کا درجہ رکھتے ہیں' وہ تینوں اعمال ہیں:

(۱) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

(۲) رمضان المبارک میں قیام کرنا۔

(۳) لیلۃ القدر میں قیام کرنا۔

(۱) رمضان المبارک کے روزے رکھنا:

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر رحمت ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ."(۱)

ترجمہ:- ''جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (اللہ کی رضا کیلئے) رمضان کے روزے رکھے تو اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔''

مہینہ بھر کے روزے رکھنے پر اللہ رب العزت کا یہ بندے کے ساتھ وعدہ ہے کہ پچھلے تمام صغیرہ گناہ جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے معاف ہوجاتے ہیں۔ گناہوں کی معافی کے ساتھ بندہ جہنم کی آگ سے بھی دور ہوجاتا ہے۔ اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا.(۲)

ترجمہ:- ''جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال (کی مسافت کے برابر) دور کردیتے ہیں۔''

یہ ثواب ایک روزے کا ہے تو تیس یا انتیس روزوں کا اجر کتنا ہوگا وہ تو آدمی کے تصور وخیال سے بھی بلند ہے۔

وہ آدمی جو گناہ گار تھا جس کے دن گناہوں میں اور راتیں نافرمانیوں میں گزرتی تھیں اور اس نے اپنے دل میں خیال کرلیا تھا کہ اب اس کی بخشش نہیں ہوگی، وہی خطا کار اس ماہ مبارک میں روزے رکھ کے اپنی خطاؤں کو دھوتا ہوا جہنم سے اتنا دور چلا جاتا ہے اور جنت کے اتنا قریب ہوجاتا ہے کہ جنت کے دروازوں سے اسے آوازیں پڑنے لگتی ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے محبت میں ایسے لوگوں کیلئے جنت کا ایک دروازہ ہی خاص کردیا ہے:

"اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ

(۱) (صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من صام رمضان ایمانا)

(۲) (صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر باب فی الصوم فی سبیل اللہ)

الْقِيَامَةِ' لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ' يُقَالُ : اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَيَقُوْمُوْنَ' لَا يُدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ' فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ' فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ." (۱)

ترجمہ :- ''جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے قیامت والے دن اس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے ان کے سوا اس سے کوئی داخل نہیں ہوگا' کہا جائے گا روزے دار کہاں ہیں۔۔۔؟ تو وہ کھڑے ہوں گے (اور اس سے داخل ہو جائیں گے) ان کے سوا اس سے کوئی اور داخل نہیں ہوگا جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا پس کوئی اور اس سے داخل نہیں ہو سکے گا۔''

اس کا یہ مطلب کوئی ہرگز نہ سمجھے کہ جس نے روزہ رکھ لیا اور باقی ارکان کو چھوڑ دے نماز پڑھنے' زکوٰۃ دینے اور حج کرنے کی کوئی پرواہ نہیں' اسے باب الریان سے بلاوا تو آ ہی جائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اسلام کے تمام ارکان پر عمل کرتا ہے لیکن نماز سے بہت ہی محبت ہے' فرضی نمازیں بھی پڑھتا ہے اور نفلی نمازیں بھی ادا کرتا ہے' اس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے تو قیامت والے دن اُسے نماز کی محبت ہوگی کہ اسے باب الصلاۃ سے پکار پکار کے کہا جائے گا ''ارے مجھ سے محبت کرنے والے اس راستے سے گزر کر جنت میں داخل ہو جا'' یہی حال روزے کا سمجھ لیں کہ اسلام کے باقی تمام ارکان پر عمل کرتا ہے لیکن روزے سے اس قدر محبت ہے کہ رمضان کے فرضی روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی کثرت سے رکھتا ہے' کبھی مہینہ کے تین روزے رکھ رہا ہے اور کبھی سوموار اور جمعرات کے روزے رکھتا ہے' جب رمضان آتا ہے تو اس کے نیکی والے اعمال اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ اس کی روزے سے یہ محبت ہے تو قیامت کے دن باب الریان سے اسے **نِدا** دی جائے گی کہ روزے دار میں نے رب سے تیرے لئے جنت کا پھاٹک کھلوا دیا ہے۔ یہ شریعت اور رب کے دین سے محبت کا نتیجہ ہوگا اور دین سے محبت درحقیقت رب سے محبت ہے اور دنیا کی محبتیں۔۔۔۔ دنیا تو ہے ہی بے وفا' قیامت والے دن جب سہاروں کی ضرورت ہوگی یہ سہارا فراہم نہ کرے

(۱) (صحیح بخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین)

گی بلکہ حشر کے میدان میں اس کی بے وفائی عروج پر پہنچ جائے گی اور دنیاوی رشتے یوں منہ موڑلیں گے جیسے ان سے رشتہ ہی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ○ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ○ وَصَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ○ لِكُلِّ امْرِیءٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَانٌ يُغْنِيْهِ." (۱)

ترجمہ:- جس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور اپنے ماں' باپ' بیوی اور بیٹوں سے بھاگے گا (اس لئے کہ) اس دن ان میں سے ہر ایک آدمی کی ایسی حالت ہوگی جو اسے (دوسروں سے) بے نیاز کردے گی۔

بلکہ انسان کا اپنا بدن بھی اس کے خلاف ہو جائے گا۔ قرآن حکیم میں قیامت والے دن کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ جس دن انسان حساب و کتاب کیلئے مجرم کی طرح کٹہرے میں کھڑا ہوگا۔ اس وقت یہ حالت ہوگی:

"اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ." (۲)

ترجمہ:- ''اس دن ہم ان کے مونہوں پر مہر لگادیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس پر جو وہ کرتے رہے تھے۔''

ہاں انسان کا اپنا بدن بھی اس کا دشمن اور جاسوس نکلا ایسے میں شریعت کی محبت ہی ہوگی جو کام آئے گی۔ جو روزے سے محبت رکھتا ہے اس کے لئے دنیا میں بھی خوشیاں ہیں اور آخرت میں بھی فرحتیں ہوں گی۔ دنیاوی رشتے منہ موڑتے ہیں تو انسان غم زدہ ہوجاتا ہے' روزے سے محبت اسے کبھی غمزدہ نہیں کرے گی۔ بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا ' اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ." (۳)

---

(۱) عبس آیت ٣٤ تا ٣٧)

(۲) (یس ٦٥)

(۳) (صحیح بخاری' کتاب الصوم' باب'هل يقول انی صائم اذا شتم)

ترجمہ :- "روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے ایک جب روزہ کھولتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسری خوشی) جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے سے خوش ہوگا۔

یوں سمجھئے روزہ رکھنا ایک مشقت ہے جسے روزہ دار سارا دن برداشت کرتا ہے اور جب افطاری کا وقت ہوتا ہے تو مشقت کے اختتام کا اعلان کر دیا جاتا ہے اور مشقت کو مٹانے والی چیزیں بھی عطا کر دی جاتی ہیں۔ اس وقت آدمی کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اسی طرح حشر کا میدان ایک بہت بڑی مصیبت اور مشقت کا نام ہے۔ مگر روزے دار کیلئے اچانک اس مشقت سے چھٹکارے کا اعلان کر دیا جائے گا۔ حوضِ کوثر کے جام بھی اس کی نظروں کے سامنے اور اس کی دسترس میں ہوں گے اور جنت کا دروازہ باب الریان بھی اسکی آنکھوں کے سامنے اس کا انتظار کر رہا ہوگا۔ یہ خوشی دنیا کی خوشی سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔

روزے دار سے اللہ کی محبت کا انداز:

شریعت کا کوئی اور عمل ایسا نہیں ہے جس کے کرنے والے سے اللہ تعالیٰ نے یوں والہانہ محبت کا اظہار کیا ہو۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

"وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ." (۱)

ترجمہ :- "قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہے۔"

اس حدیث نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل کی قدر ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی بندے سے محبت اور بندے کی بندے سے محبت میں بڑا فرق ہے۔ خالی معدہ ہونے کی وجہ سے بندے کے منہ سے جو بُو نکلتی ہے اسے دوسرا بندہ پسند نہیں کرتا خواہ وہ کتنا ہی

(۱) (صحیح البخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم)

زیادہ اس سے محبت کرنے والا ہو لیکن رب کی محبت ہے کہ اس بو کو کستوری سے بھی زیادہ پسندیدہ قرار دے دیا۔

پھر بندے اور اللہ کی محبت کے درمیان ہر وہ چیز جو حائل ہو سکتی ہے۔ اللہ نے اسے دور کر دیا یہاں تک کہ وہ فرشتے جو اعمال کا ثواب لکھتے ہیں' انہیں بھی یہ کہہ کے روزے کا ثواب لکھنے سے روک دیا:

اَلصِّيَامُ لِيْ وَ اَنَا أَجْزِيْ بِهِ. (۱)

ترجمہ:۔ ''روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔''

بندو! گناہ تم نے کئے تھے خطائیں تم نے کی تھیں مگر روزہ بھی تو میرے لئے رکھ رہے ہو' آج پھر میرے اور تمہارے درمیان کراماً کاتبین کا واسطہ بھی کیوں رہے۔

مذکورہ بحث سے جن باتوں کا پتہ چلتا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) روزہ پچھلے تمام صغیرہ گناہوں کو دھو دیتا ہے۔

(۲) روزہ جہنم سے دور کرنے اور جنت میں داخل کرنے والا عمل ہے۔

(۳) روزہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان محبت بڑھانے والا عمل ہے۔

رمضان المبارک میں قیام کرنا

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.'' (۲)

ترجمہ:۔ ''جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم راتوں کے قیام پر مستقل کاربند تھے۔ یہ نماز تہجد ہی ہے جسے رمضان المبارک میں رات کے ابتدائی حصے میں پڑھ لیا جاتا ہے کہ تمام لوگ شریک ہو سکیں۔ ایک رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات یہ قیام

(۱) (صحیح بخاری باب فضل الصوم)

(۲) (صحیح بخاری صلاۃ التراویح' باب فضل من قام رمضان)

فرمایا تھا رمضان المبارک کی راتوں میں قیام کرنے والے کیلئے سابقہ گناہوں کی معافی کا وعدہ ہے۔ گناہوں کی معافی بھی ہے اور قیام کرنے پر اجر و ثواب بھی ہے۔

لیلۃ القدر میں قیام کرنا

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

"مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ."(۱)

ترجمہ:۔ جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے شب قدر میں قیام کیا (اللہ کی عبادت کی) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

قیام کا مطلب ہے اس رات کو اپنی طاقت کے مطابق جاگ کر اللہ کی عبادت کرے، نوافل پڑھے اور توبہ استغفار کرے اور عشاء و فجر کی نماز بھی با جماعت ادا کرے۔

قرآن حکیم میں ہے کہ اکیلی لیلۃ القدر کی عبادت ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) صحیح بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان)

گناہوں کو دھونے والے اعمال قرآن کی نظر میں

احادیث مبارکہ کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم میں بھی جابجا ایسی آیات بکھری پڑی جگمگا رہی ہیں جن میں اللہ رب العزت نے ایسے اعمال کی جانب بندوں کو دعوت دی ہے جن پر عمل پیرا ہونے سے نہ صرف گناہ دھل جاتے ہیں بلکہ بندہ اللہ کی نظر میں وہ مقام پالیتا ہے جہاں اللہ کی رضا و رحمت اسے کشاں کشاں جنت کی طرف لے چلتی ہے یہاں ہم ان اعمال کو مختصر طور پر پیش کر رہے ہیں۔

تقویٰ

گناہوں کو دھونے والے اعمال میں سے ایک بڑا عمل تقویٰ ہے اس ضمن میں ہم چار آیات درج کر رہے ہیں:

(۱) يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ. (۱)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم ایک فیصلہ کن چیز دے گا اور تم سے گناہوں کو دور کر دے اور تمہیں معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

(۲) وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ذَٰلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ وَ مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا . (۲)

---

(۱) (انفال ۲۹)

(۲) (الطلاق ٤-٥)

ترجمہ:- اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ اس کے ہر کام میں آسانی کردے گا یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہ دور کردے گا اور اسے بڑا اجر دے گا۔"

(ان آیات میں گناہوں کو معاف کرنے کے ساتھ ساتھ اجر و ثواب بڑھانے اور نیکی کے کاموں میں آسانی پیدا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کا بندے کیلئے معاون و مددگار بن جانے کا وعدہ بھی ہے۔

(۳) يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ يَغْفِرْلَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌO (۱)

ترجمہ:- "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اللہ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا حصہ عطا فرمائیں گے اور تمہیں نور عطا کریں گے جس کی روشنی میں تم چلو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادیں گے اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔"

اس آیت میں تقویٰ اختیار کرنے پر گناہوں کی معافی کے علاوہ دوگنا اجر دینے اور قیامت کے دن پل صراط کو پار کرنے اور جنت کی جانب راہنمائی کیلئے نور اور روشنی سے نوازے جانے کا بھی ذکر ہے۔

(۴) يَـاَيُّهَـاالَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا تَّـقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا O يُـصْـلِحْ لَكُمْ اَعْـمَـالَـكُـمْ وَيَـغْـفِـرْلَـكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَ مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا.(۲)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایسی بات کہو جو محکم (سیدھی اور سچی ہو) ہو اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا اور جس شخص نے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔"

(۱) (الحدید ۲۸)

(۲) (احزاب ۷۰-۷۱)

اس آیت میں گناہوں کی معافی کے علاوہ تقویٰ کی برکات سے اعمال کے درست ہو جانے کا ذکر بھی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تقویٰ درحقیقت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے پیدا ہوتا ہے۔

غور فرمایئے! ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے سے گناہوں کو دھو دینے کا ذکر تو کیا ہے اس کے ساتھ تقویٰ کی برکات سے مزید جو دنیاوی اور اخروی فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کا بھی ذکر ہے۔ مثلاً:

(۱) اجر و ثواب کا بڑھ جانا یہ اس لئے ہے کہ تقویٰ عبادت کی روح ہے اسی سے عبادات میں خشوع و خضوع اور معاملات میں راستبازی آتی ہے نتیجتاً اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے۔

(۲) تقویٰ سے نیکی کے کاموں میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے کہ تقویٰ سے بندے میں ایک خاص روحانیت آ جاتی ہے جو شیطانی اعمال سے نفرت پیدا کر کے اسے نیکی کے قریب کر دیتی ہے اور جب بندہ نیکی کے قریب جاتا ہے تو درحقیقت رب کی طرف بڑھتا ہے اور رب تعالیٰ اس پر معاملہ آسان فرما دیتے ہیں۔

(۳) بندے کے اعمال درست ہو جاتے ہیں اس لئے کہ جب بندے کے دل میں ٹیڑھا پن ہو تو وہ کئی جگہ ٹھوکر کھاتا اور غلط کاموں کی طرف بڑھتا ہے لیکن جب اللہ کا ڈر پیدا ہو جائے تب وہ برے اعمال کی جانب بڑھتا ہوا لرز کر رک جاتا ہے۔

ان فوائد کے علاوہ بندے کو دنیاوی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ روزی میں فراوانی اور رزق میں اضافہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.(۱)

ترجمہ:- ”اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کیلئے (ہر مصیبت سے) نکلنے کی راہ بنا دیتے ہیں اور اس کو وہاں سے روزی دیتے ہیں جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔“

---

(۱) (سورۃ الطلاق)

(۴) وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَأَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (۱)

ترجمہ:- ''اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے (دروازے) کھول دیتے مگر انہوں نے ہمیں جھٹلایا تو ہم نے ان کے کاموں کی سزا میں انہیں پکڑ لیا۔''

یہاں فرد واحد کی بات نہیں بلکہ تمام ملک اور شہر کی بات ہو رہی ہے قریٰ جمع ہے قریہ کی اور قریہ ایک بستی کو کہتے ہیں۔ قریٰ کہنے سے مقصود تمام ملک ہے اس لئے کہ ملک بستیوں سے مل کر ترتیب پاتا ہے جب پوری قوم تقویٰ اختیار کر لے تو اس پر مسکنت اور مفلسی کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

یہاں تک گفتگو ہم نے اس امر پر کی ہے کہ تقویٰ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے لیکن تقویٰ چیز کیا ہے اس ضمن میں ہم احادیث مبارکہ اور علمائے امت کو دیکھیں گے۔

☆ تقویٰ کی مختلف انداز میں تعریف کی گئی ہے امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِمْتِثَالُ اَمْرِهٖ وَ نَهْيِهٖ وَمَعْنَاهُ الْوِقَايَةُ مِنْ سَخَطِهٖ وَ عَذَابِهٖ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى.

''اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی پابندی کرنا اور تقویٰ کے معنی یہ ہیں کہ انسان ایسے کاموں سے بچا رہے جو اللہ کی ناراضگی اور عذاب کا سبب بنتے ہوں۔''

کتابوں میں بکھرے ہوئے اگر تمام اقوال کو سامنے رکھا جائے تو بندہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ تقویٰ در حقیقت شوق اور ڈر کے درمیان کام کرنے کا نام ہے یعنی ہمہ وقت اللہ کی رضا کے شوق میں ایسے کاموں میں رغبت رکھے جن سے اللہ راضی ہوتا ہے اور ایسے تمام کام کرتے ہوئے اللہ کی ناراضگی سے بھی ڈرتا ہے کہ ان میں کوتاہی نہ ہو جائے لیل و نہار اسی شوق و ڈر کے درمیان اعمال کرتے ہوئے گزارنا تقویٰ ہے جب یہ کیفیت ہو تو آدمی ہر

(۱) (الاعراف ۹۶)

برے کام سے بچتا اور اپنا محاسبہ کرتا ہے۔ دیکھئے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود چند برے اعمال سے روکتے ہوئے تقویٰ کا مسکن سینہ کو قرار دیا ہے جو شوق وڈر کا مرکز ہے۔

☆ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ (رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم :) "لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا یَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُوا الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهُ وَلَا یَخْذُلُهُ وَلَا یَحْقِرُهُ ' التَّقْوٰی هٰهُنَا" وَیُشِیْرُ إِلٰی صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ "بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَ عِرْضُهُ." (۱)

ترجمہ:۔ ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے پر حسد نہ کرو' ایک دوسرے کے مقابلے میں ارادہ خرید کے بغیر بولی نہ بڑھاؤ' ایک دوسرے سے دلی دشمنی نہ کرو' ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے اور نہ اسے حقیر جانتا ہے اور آپ نے اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تقویٰ یہاں ہے اور آدمی کے برا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے اس کا خون اس کا مال اور اس کی عزت (سب چیزیں)۔''

مذکورہ حدیث سے پتہ چلا کہ تقویٰ در حقیقت سینہ کی صفائی کا نام ہے سینہ ہی ایسا برتن ہے جس میں علم وحکمت کا نور جگمگاتا ہے اور سینہ ہی وہ ظرف ہے جو گندا ہو جائے تو انسان انسانیت سے گر جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (مسلم' کتاب البرو الصله' باب تحریم ظلم المسلم وخذله۔۔۔)

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

گناہوں کی معافی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری بھی ہے ان کی اطاعت سے نہ صرف بندے کیلئے گناہوں کی معافی کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے بلکہ ایسا بندہ اللہ رب العزت کا محبوب بھی بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. (۱)

ترجمہ:- ''آپ فرمادیجئے (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم (واقعی) اللہ سے محبت کرتے ہوتو میری پیروی کرو (تب) تم سے اللہ محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی معافی کا ذریعہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے کسی اور آیت میں محبوب الٰہی بننے کا ایسا طریقہ مذکور نہیں جس میں محبت الٰہی کی سرشاری کے ساتھ گناہوں کی معافی کا مژدہ جانفزا بھی مل جائے یہ اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہی ہیں جو بندے کے وجود کو محبت الٰہی کا مرکز بنا دیتی ہیں اسی مضمون کی وضاحت ایک اور آیت میں یوں ملتی ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ

---

(۱) سورۃ آل عمران آیت ۳۱)

وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ. (۱)

ترجمہ:- ''اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور اس پر بھی ایمان لائے کہ جو چیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی ہے وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے اللہ نے انکے گناہ دور کر دیئے اور ان کے حال کی اصلاح کر دی۔''

اس آیت میں گناہوں کی معافی کے ساتھ یہ بھی ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے عادات واطوار' معاملات اور تمام حالات کو بھی درست فرما دیتے ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والا ان کی عادات کو اپنانے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات کو اپنا لے اس کے تمام معاملات میں درستگی آ جاتی ہے اور حدیث مبارک کو دیکھئے اطاعت رسول کو جنت میں جانے کا معیار مقرر کر دیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلی اللہ علیہ وسلم) قَالَ: "كُلُّ اُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِيْلَ وَ مَنْ يَابٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ اَبٰى." (۲)

ترجمہ:- ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جو انکار کر دے پوچھا گیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جنت میں جانے سے) کون انکار کر دے گا؟ آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی (اس نے جنت میں جانے) سے انکار کر دیا۔''

یہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فوائد ہیں کہ گناہوں کی معافی کے علاوہ مزید بھی انعامات ہیں مثلاً:

۱۔ بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے۔

(۱) (سورہ محمد ۲)

(۲) (بخاری' کتاب الاعتصام' باب الاقتداء بسنن رسول اللہ)

۲۔ اس کی عادات اور حالات کو اللہ تعالیٰ درست فرما دیتے ہیں۔

۳۔ بندہ جنت کا حقدار بن جاتا ہے۔

لیکن اگر وہ طاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ موڑتا ہے تو اس کے گناہوں میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور دینی اور دنیاوی اعتبار سے نقصانات بھی بڑھ جاتے ہیں اس ضمن میں ہم چند مثالیں صحیحین سے پیش کر رہے ہیں:

چہروں کا مسخ ہو جانا

عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُسَوِّى صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَأَنَّمَا يُسَوِّى بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ أَنْ يُكَبِّرَ فَرَاى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ "عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَ صُفُوْفَكُمْ أَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ." (۱)

ترجمہ:- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرماتے تھے تو گویا ان کے ساتھ آپ تیروں کو سیدھا فرما رہے ہیں یہاں تک کہ جب آپ محسوس فرماتے کہ ہم آپ کی طرف سے اس مسئلہ کو سمجھ گئے ہیں (تب آپ تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز کا آغاز فرماتے) پھر ایک دن آپ نماز پڑھانے کیلئے تشریف لائے (اور مصلیٰ پر) کھڑے ہو گئے آپ اللہ اکبر کہنے ہی والے تھے آپ نے ایک آدمی کو دیکھا اس کا سینہ (صف سے) باہر نکلا ہوا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا اللہ کے بندو! تم اپنی صفیں ضروری سیدھی کر لو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا (یا تمہارے چہروں کو بدل دے گا)

ہاتھ کا شل ہو جانا

عَنْ سَلْمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ رضى الله عنه أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ

(۱) (صحیح مسلم' کتاب الصلوۃ باب تسویۃ الصفوف واقامتھا)

اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) بِشِمَالِہٖ فَقَالَ "کُلْ بِیَمِیْنِکَ" قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ "لَا اسْتَطَعْتَ" مَا مَنَعَہٗ اِلَّا الْکِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَھَا اِلٰی فِیْہِ۔(۱)

ترجمہ:۔ ''حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا آپ نے اس سے فرمایا' اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ' اس نے کہا اس کی میں طاقت نہیں رکھتا آپ نے فرمایا تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے اس کو داہنے ہاتھ سے کھانے سے صرف تکبر نے روکا تھا' پس (اس کے بعد) وہ اپنے داہنے ہاتھ کو منہ تک نہ اٹھا سکا۔''

حوض کوثر سے محرومی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ (صلی اللہ علیہ وسلم) قَالَ "اِنَّکُمْ تُحْشَرُوْنَ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ "کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ" وَاَوَّلُ مَنْ یُّکْسٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِبْرَاھِیْمُ وَ اِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اَصْحَابِیْ یُؤْخَذُ بِھِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اَصْحَابِیْ اَصْحَابِیْ : فَیُقَالُ اِنَّھُمْ لَمْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ مُنْذُ فَارَقْتَھُمْ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ "وَ کُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَا دُمْتُ فِیْھِمْ ... اِلٰی قَوْلِہٖ . الْحَکِیْمُ". (۲)

ترجمہ:۔ ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تم لوگ حشر میں ننگے پاؤں' ننگے جسم اور بن ختنہ اٹھائے جاؤ گے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی' 'جیسا کہ ہم نے پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ' ہم ایسے ہی لوٹائیں گے'' یہ ہماری طرف سے ایک وعدہ ہے جس کو ہم پورا کر کے رہیں گے'' اور قیامت والے دن انبیاء میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے اور بے شک

(۱) (صحیح مسلم' کتاب الاشربہ باب اداب الطعام و الشراب)

(۲) (صحیح بخاری' کتاب احادیث النبیاء باب قول اللہ تعالیٰ و اتخذ اللہ ابراھیم خلیلا)

میرے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو بائیں طرف (دوزخ کی جانب) کھینچ لیا جائے گا میں کہوں گا یہ تو میرے اصحاب ہیں وہ (فرشتے) کہیں گے (تم کو معلوم نہیں) یہ لوگ جب تمہاری وفات ہوگئی تو اسلام سے پھر گئے تھے اس وقت میں اس نیک بندے (حضرت عیسیٰ) کی طرح کہوں گا میں تو جب تک ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا۔" (آیت الحکیم تک)

ایک دوسری روایت میں اسی حدیث کی وضاحت ان الفاظ میں ہے:

عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ (صلی اللہ علیہ وسلم) يَقُولُ "اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ وَّرَدَهُ شَرِبَ مِنْهُ وَ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَم يَظْمَأْ بَعْدَهُ اَبَدًا لَيَرِدُ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهُمْ" وَ زَادَ ابُوسَعِيْدٍ فِيْهِ قَالَ "اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا بَدَّلُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِيْ. (۱)

ترجمہ :- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میں حوض کوثر پر تمہارا انتظار کر رہا ہوں گا جو شخص وہاں آئے گا وہ اس میں سے پیئے گا اور جو اس میں سے پیئے گا پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اور کچھ لوگ (حوض کوثر پر) میرے پاس ایسے آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر میرے اور ان کے درمیان آڑ کر دی جائے گی (انہیں حوض کوثر سے روک دیا جائے گا) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اتنے الفاظ زیادہ کئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے یہ لوگ تو میری امت کے ہیں ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں (دین میں) نکالیں اس وقت میں کہوں گا جس شخص نے میرے بعد دین بدل ڈالا وہ دور ہو وہ دور ہو۔"

دینی اور دنیاوی اعتبار سے یہ چند نقصانات ہم نے بیان کئے ہیں جو اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ موڑنے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور اس شخص سے بڑھ کر

(۱) (صحیح بخاری، کتاب الفتن باب ماجاء فی قول اللہ تعالیٰ واتقوا فتنہ۔۔۔)

بدنصیب کون شخص ہوگا جسے دنیا میں اللہ کا غضب پکڑ لے اور آخرت میں جنت اور حوض کوثر سے دھتکار دیا جائے' جسے پیغمبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ اسے مجھ سے دور کر دو اس نے دنیا میں میری اطاعت وسنت منہ موڑ لیا تھا' آج میں نے اس سے منہ موڑ لیا ہے اور آج یہ میری شفاعت کا حقدار بھی نہ ٹھہرے گا۔ ہاں! ایسے انسان نے بروز محشر بڑی کامیابی کو کھو دیا اس دن وہ افسوس سے ہاتھ مل رہا ہوگا لیکن اس دن پچھتاوا کسی کام نہیں آئے گا اس لئے کہ آخرت یوم جزاء ہے وہاں صرف اعمال پر جزا ہی ملے گی اعمال کرنے کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ ہاں! دنیا دار العمل ہے جہاں برے اعمال پر پچھتاوے وہ مقام رکھتے ہیں کہ آخرت سنور جاتی ہے جہاں کی ندامت و پشیمانی وہ اثر رکھتی ہے کہ رب کی رحمت مسکرا اٹھتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بڑے محتاط تھے اور اس سے سر مو انحراف بھی انہیں پسند نہیں تھا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے آئینہ میں صحابہ کرام کی چند روشن مثالیں دیکھئے:

حضرت ابوسعید عبدالرحمٰن بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه و سلم عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ "اِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَ اِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَ يَكْسِرُ السِّنَّ." (۱)

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی یا انگوٹھے پر کنکری رکھ کر مارنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ (کنکری) نہ شکار کو قتل کرتی ہے اور نہ دشمن کو زخمی البتہ یہ آنکھ کو پھوڑ دیتی ہے اور دانت کو توڑ دیتی ہے (اگر کسی کی آنکھ یا دانت پر لگ جائے تو)

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اس روایت پر کس قدر دل وجان سے عمل کرنے والے ہیں اس کا اندازہ ذیل کی روایت سے ہوتا ہے:

اَنَّ قَرِيْبًا لِابْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ فَنَهَاهُ وَقَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی الله علیه وسلم) نَهٰی عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ "اِنَّهَا لَا تَصِيْدُ صَيْدًا" ثُمَّ عَادَ

---

(۱) (صحیح بخاری کتاب الادب' باب النهی عن الخذف)

فَقَالَ : أُحَدِّثُكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) نَهٰى عَنْهُ ثُمَّ تَخْذِفُ؟ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا۔ (۱)

ترجمہ:۔ ''حضرت عبداللہ بن مغفل کے ایک رشتہ دار نے انگلی پر کنکری رکھ کر ماری تو انہوں نے اسے روکا اور کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کنکری مارنے سے منع فرمایا ہے اور آپ نے فرمایا ہے یہ کسی شکار کو شکار نہیں کرتی' لیکن اس کے باوجود قرابت دار نے دوبارہ یہی کام کیا تو عبداللہ بن مغفل نے کہا' میں تجھ سے بیان کر رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور تو دوبارہ انگلی پر رکھ کر کنکری مار رہا ہے میں تجھ سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔''

یہ صحابہ کرام کی محبت ہے کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اگر کوئی عمل ہو اور عمل کرنے والا خواہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو تو اس کو نہ صرف ٹوکتے ہیں بلکہ اگر تنبیہاً اس سے تعلقات منقطع کرنا پڑ جائیں تو یہ بھی کر گزرتے ہیں اسلام کو ایسی ہی اطاعت مطلوب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھئے تو وہ بھی کچھ ایسے ہی انداز کا اظہار فرما رہے ہیں۔ حضرت عابس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ يَعْنِي الْأَسْوَدَ. وَيَقُولُ إِنِّيْ أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ مَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم) يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.(۲)

ترجمہ:۔ ''میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا اور وہ فرما رہے تھے میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے (کبھی) بوسہ نہ دیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے اس

(۱) (صحیح مسلم' کتاب الصید' باب اباحة ما یستعان به علی الاصطیاد۔۔۔)

(۲) (صحیح بخاری' کتاب الحج' باب تقبیل الحجر الاسود فی الطواف)

پتھر کو محبت سے چوم رہے ہیں جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہونٹ مس ہوئے اور ساتھ اس بات کا اظہار بھی کر رہے ہیں ۔

تیرے بوسے کو ہم دیتے ہیں بوسہ حجراسود پہ
وگرنہ ہم مسلمانوں کا کیا رکھا ہے اس پتھر میں

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گناہوں سے معافی بھی ہے اور اخروی نجات بھی اور درحقیقت اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی زندگی کا راز مضمر ہے جس نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منہ موڑ لیا وہ دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
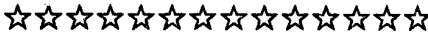
اگر کبیرہ گناہوں سے بچارہے

اگر آدمی کبیرہ گناہوں سے بچا رہے تو چھوٹے چھوٹے گناہ جو آدمی سے بھول چوک میں ہو جاتے ہیں ان پر مواخذہ نہیں ہوگا بلکہ اللہ انہیں معاف فرمادیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَاتُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيْمًا . (۱)

ترجمہ:- ''اگر تم بچتے رہو گے ان بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم دور کر دیں گے تم سے تمہاری برائیوں کو اور ہم تمہیں عزت کی جگہ میں داخل کریں گے۔''

جس طرح بعض نیک کام کرنے سے نامہ اعمال میں اجر وثواب لکھ دیا جاتا ہے' گذشتہ صفحات میں ہم کئی ایسے اعمال ذکر کر چکے ہیں جن کے کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں لیکن مذکورہ آیت کا تعلق ایسے اعمال کے ساتھ ہے کہ جن کے نہ کرنے سے اجر وثواب ملتا ہے اور جن سے بچنے پر گناہ معاف ہوتے ہیں اور یہ معافی تب ہے اگر کبیرہ گناہوں سے بچنے والا نماز وروزہ کا پابند ہو اور ساتھ جمعہ کو بھی احسن طریقہ سے ادا کرنے والا ہو ایسا پابند شریعت انسان اگر کبیرہ گناہوں سے بچا رہے تو صغیرہ خود بخود معاف ہو جاتے ہیں اور یہ معافی صرف پابند شریعت اور نمازی کیلئے ہے۔ اس لئے کہ نماز وزکوٰۃ وغیرہ کو چھوڑنا بھی کبیرہ گناہوں میں شامل ہے اور معافی کا اعلان کبیرہ کو چھوڑنے والوں کے لئے ہے جو نماز

(۱) (النساء آیت ۳۱)

روزہ یا نماز جمعہ کو چھوڑ کر کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے اس نے گویا اپنے اعمال سے ثابت کر دیا کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچنے والا نہیں لہٰذا ایسے بے نماز یا تارک روزہ کیلئے صغیرہ گناہوں کی معافی بھی نہیں ہے دلیل کے طور پر صحیح مسلم کی چند روایات درج کی جا رہی ہیں:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی الله علیه وسلم) كَانَ يَقُوْلُ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَ رَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ. (۱)

ترجمہ:- ''پانچوں نمازیں جمعہ سے لے کر جمعہ تک اور رمضان المبارک سے لے کر رمضان المبارک تک اپنے اپنے درمیانی وقفہ کے گناہوں کو دور کرنے والے اعمال ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔''

ان تمام وقفوں کا الگ الگ ذکر بھی آیا ہے:

عَنْ اَبِی هُرَيْرَة رضی الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلی الله علیه وسلم قَالَ "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ." (۲)

ترجمہ:- ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے تک اپنے درمیانی وقفوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں۔''

مَنْ اَتَمَّ الْوُضُوْءَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَالصَّلَوَاتُ الْمَكْتُوْبَاتِ كَفَّارَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ. (۳)

ترجمہ:- ''جس نے اس طرح وضو کو مکمل کیا جیسے اسے اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے (اسی طرح وضو کر کے نمازیں ادا کیں) تو تمام نمازیں اپنے درمیانی وقفوں میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔

(۱) (صحیح مسلم' کتاب الطھارۃ باب فضل الوضوء و الصلاۃ عقبہ)
(۲) (صحیح مسلم' کتاب و باب مزکورہ)
(۳) (صحیح مسلم کتاب و باب مذکورہ)

مذکورہ روایات میں جن وقفوں کا ذکر ہے وہ یہ ہیں:

(۱) ایک نماز سے دوسری نماز تک کا وقفہ اس طرح پانچوں نمازوں کے دوران بننے والے تمام وقفے۔

(۲) جمعہ سے لے کر جمعہ تک۔

(۳) ایک رمضان سے لے کر دوسرے رمضان تک۔

نماز، رمضان اور جمعۃ المبارک کے ذکر سے پتہ چلتا ہے کہ صغیرہ گناہوں سے معافی کا اعلان ان کے لئے ہے جو مذکورہ چیزوں کے پابند ہیں جو تارک نماز ہیں اور پابند شریعت نہیں وہ خود کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے ہیں اور معافی کا اعلان کبیرہ گناہوں سے بچنے پر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سچائی کو اختیار کرنا

سچائی کے بے شمار فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ کے ہاں سچا لکھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے سچے آدمی کے گناہ بھی معاف فرما دیتے ہیں قرآن حکیم میں ہے:

"وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۞ لَهُمْ مَا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ۞ لِیُکَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَ یَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ." (۱)

ترجمہ:- "اور جو لوگ سچے دین کو لائیں اور جو اسے سچا جانیں یہی لوگ پارسا ہیں ان کے لئے ان کے رب کے ہاں ہر وہ چیز ہے جو وہ چاہیں گے' نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے تا کہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کر دے اور جو نیک کام انہوں نے کئے ہیں ان کا نیک بدلہ عطا فرمائے۔"

سچا جاننے کا مطلب یہ ہے کہ اسے سچ سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرے اس لئے کہ ایمان اسی چیز کا نام ہے۔ آدمی زبان سے تصدیق کرے دل سے مانے اور اپنے اعمال سے اس کا اظہار کرے قرآن حکیم میں جہاں بھی ایمان لانے کا ذکر ہوا ہے وہاں ساتھ اعمال صالحہ کا ذکر بھی ضرور کیا گیا ہے تا کہ سمجھ آ جائے کہ اگر کوئی بندہ ایمان لانے کے بعد اعمال صالحہ نہیں کرتا تو وہ ایمان میں ناقص ہے جس طرح دھواں دیکھ کے کسی جگہ لگی آگ کا پتہ چلتا ہے اسی طرح اعمال دیکھ کے کسی کے ایمان کا پتہ چلتا ہے گویا اعمال اس کے ایمان کا اظہار ہیں اسی طرح اگر کوئی بندہ دین کو سچا جانتا اور سچائی کو اختیار کرتا ہے تو اس کے معاملات'

(۱) (سورۃ الزمر آیت ۳۳' ۳۴' ۳۵)

کاروبار اور دیگر اعمال کو دیکھ کر اس کی سچائی کا پتہ چلے گا اور جب وہ ایسی ہی سچائی اختیار کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرتے ہوئے اس کے نیک اعمال کی جزاء بھی دیں گے اور اسے متقین کی صف میں بھی شامل کر لیں گے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ "عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَ يَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ صِدِّيقًا وَ إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَ إِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَ يَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا." (۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی جانب راہنمائی کرتی ہے اور آدمی سچ کہتا رہتا ہے اور سچ کہنے کی پوری کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو اس لئے کہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی آگ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہے اور جھوٹ کہنے کی پوری کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں اسے جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

معلوم ہوا کہ جنت اور جہنم کی طرف لے جانے والے دونوں راستے کھلے ہیں جنت کی طرف جانے والا راستہ سچائی کے دروازے سے اور جہنم کی طرف جانے والا راستہ جھوٹ کے دروازے گزر کے جاتا ہے اب آدمی کو کس دروازے کی طرف بڑھنا چاہیے یہ اس کے اپنے اختیار میں ہے لیکن اللہ نے یہاں بھی راہنمائی کر دی ہے۔ فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ. (۲)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(۱) (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب قول الله تعالیٰ "یا ایها الذین امنوا تقوالله و کونوا مع الصادقین) (۲) (التوبه ۱۱۹)

صدقہ چھپا کر دینا

جو بندہ صرف اللہ کو راضی کرنے کے لئے چوری چھپے کسی محتاج و تنگدست کی مدد کرتا ہے اور اسکے دل میں خیال ہے کہ کہیں لوگوں کو پتہ نہ چل جائے یعنی خود ریا کاری سے بچتا ہے اور جس کی مدد کرنی ہے اس کو شرمندگی سے بچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس گمنام سخی پر اتنے خوش ہوتے ہیں کہ اس کے مال کو بھی بڑھاتے ہیں اور اس کے گناہ بھی ختم کر دیتے ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنۡ تُبۡدُوۡ الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَ اِنۡ تُخۡفُوۡهَا وَ تُؤۡتُوۡهَا الۡفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ وَ يُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ (۱)

ترجمہ:۔ ''اگر تم اپنے صدقات کو ظاہر کرو تو بھی اچھا ہے لیکن اگر خفیہ طور پر فقراء کو دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور (اللہ تعالیٰ صدقہ کی برکت سے) تمہارے بہت سے گناہ مٹا دیں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔''

اس سے چند آیات پیچھے اللہ تعالیٰ نے صدقہ کرنے والوں سے ان الفاظ میں معافی کا وعدہ کیا ہے:

اَلشَّيۡطٰنُ يَعِدُكُمُ الۡفَقۡرَ وَ يَاۡمُرُكُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمۡ مَّغۡفِرَةً مِّنۡهُ وَ فَضۡلًا وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ. (۲)

ترجمہ:۔ ''شیطان ڈراتا ہے تمہیں تنگدستی سے اور تمہیں بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ

(۱) (البقرہ ۲۷۱)

(۲) (البقرہ ۶۲۸)

تم سے وعدہ فرماتے ہیں اپنی بخشش کا اور فضل (وکرم) کا اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے اور سب کچھ جاننے والے ہیں۔"

اس آیت میں بخشش کے وعدے کے ساتھ مزید نوازے جانے کا ذکر بھی ہے کہ گناہ معاف ہوں گے اور مال میں بھی ترقی اور برکت ہوگی اس کی وضاحت ایک اور آیت میں ان الفاظ میں ہے:

وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ. (۱)

ترجمہ:۔ جو کچھ خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا نعم البدل عطا فرما دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر رزق دینے والے ہیں۔"

اور اللہ رب العزت اس بہتر رزق سے کیوں نہ نوازیں فرشتے بھی تو صدقہ و خیرات کرنے والے کے حق میں یوں دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اسے اس سے بہتر عطا کر جو اس نے خرچ کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَ يَقُوْلُ الْآخِرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا. (۲)

ترجمہ:۔ "کوئی دن ایسا نہیں جس میں بندے صبح کرتے ہیں مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک (دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدل عطا فرما اور دوسرا (بددعا کرتے ہوئے) کہتا ہے اے اللہ روکنے والے کو تباہی دے (یعنی جو مال کو روک کے رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا)"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں فرشتے کی دعا میں خرچ کئے ہوئے مال کے بدل کا تعین نہیں اور اس کی حکمت یہ ہے کہ بدل میں مال کے ساتھ ثواب اور دوسری چیزیں بھی شامل ہو جاتی ہیں راہ خیر میں خرچ کرنے والے کتنے لوگ مالی بدلہ پانے سے پہلے فوت

---

(۱) (سورۃ السباء ۳۹)

(۲) (صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ فاما من اعطی واتقی)

ہو جاتے ہیں ان کا صلہ آخرت میں ثواب کی صورت میں ہو گا یا اس کے عوض آنے والی کسی مصیبت سے بچا دیا جائے گا۔

آیات واحادیث سے پتہ یہ چلا کہ صدقہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نہ صرف گناہوں کو دھو دیتے ہیں بلکہ خرچ کئے مال کا بہتر بدل بھی عطا فرما دیتے ہیں اور جو خرچ نہیں کرتا فرشتے اس کے مال کی تباہی کے لئے بددعا کرتے ہیں نتیجتاً اس کا مال بیماریوں اور آفات کی صورت میں تباہ ہونے لگتا ہے اور غور فرمایئے سابقہ آیت میں اللہ کے فرمان:

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ .

ترجمہ:- شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔

اس آیت میں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کو بے حیائی اور بے شرمی والے کاموں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ہاں یہ واقعتاً ہی بہت بڑی بے حیائی اور بے شرمی ہے کہ وہ خود عیش کرے اور اس کے سامنے اس کا مسلمان بھائی بھوکا مر رہا ہو، پھٹے کپڑوں میں سردی سے ٹھٹھر رہا ہو لیکن اسکے دل میں اس کی بے کسی کے باوجود مدد کا احساس تک نہ ابھرے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

وہ لوگ جنہوں نے اللہ رب العزت کو دیکھا نہیں لیکن وہ یقین رکھتے ہیں کہ کارخانہ عالم کو چلانے والی ضرور کوئی ذات ہے اور وہ اس بن دیکھی ہستی سے ڈرتے رہتے ہیں کسی بھی غلط کام کی جانب قدم بڑھیں تو اللہ کا ڈر انہیں روک دیتا ہے ایسے لوگوں کیلئے اللہ رب العزت نے معافی کا وعدہ کر رکھا ہے اور ان کے گناہوں کو معاف کر کے انہیں اجر عظیم سے نواز دیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ. (۱)

ترجمہ:۔ ”یقیناً جو لوگ اپنے رب سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لئے گناہوں کی معافی اور بہت بڑا اجر ہے۔“

اللہ کا ڈر درحقیقت نیکی کی بنیاد ہے جب خوف الٰہی دلوں سے نکل جائے تو گناہ جنم لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے پر جہاں گناہوں کی معافی کا انعام ملتا ہے وہاں اس کے کئی دینی، دنیاوی اور روحانی فوائد بھی ہیں اللہ سے ڈرنے والا تنہائیوں میں اس کے خوف سے رونے والا ہوتا ہے اور رونے سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے، دل کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے اور جب آدمی آنکھوں سے آنسو برساتا ہے تو آنکھیں نہیں روتیں بلکہ دل روتا ہے۔ ہاں! اس کا اظہار آنکھوں سے ہوتا ہے اس لئے کہ آدمی اس وقت روتا ہے جب دل کو صدمہ پہنچے جب دل دکھے، غم والم دل کو لاحق ہوتے ہیں جب غم برداشت سے باہر ہو جائیں تو دل رو

(۱) (الملك ۱۲)

پڑتا ہے تب پھر رنج وغم کا دھواں پانی کی شکل بن کے آنکھوں سے ٹپکنے لگتا ہے جسے آنسوؤں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس کی دلیل اللہ رب العزت نے خود قرآن حکیم میں دی ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ.(۱)

ترجمہ:۔ ''پھر اس کے بعد ان لوگوں کے دل سخت ہو گئے پس وہ پتھروں کی مانند ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت ہیں اور بے شک پتھروں میں سے کچھ ایسے پتھر ہیں کہ ان سے نہریں پھوٹ پڑتی ہیں کچھ ایسے ہیں کہ وہ پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ وہ اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔''

اس مثال میں اللہ تعالیٰ نے دل کو پتھر کے ساتھ تشبیہ دے کر پھر پتھر سے پانی بہنے اور اس کے اللہ کے خوف سے گرنے کا ذکر کر کے یہ بتایا ہے کہ ان بدنصیب لوگوں کے دل پتھر سے بھی گئے گزرے ہیں پتھر بھی اللہ سے ڈرتا اور پھٹ پڑتا ہے ہاں مومن کا معاملہ اس کے برعکس ہے ان کے دل ڈرتے بھی ہیں اور آنسو بھی برساتے ہیں۔

یہ دل ہی ہے جو خوف الٰہی کا مرکز ہے۔اسی لئے اللہ فرماتے ہیں:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ.(۲)

ترجمہ:۔''کیا اب تک ایمان والوں کیلئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھل جائیں۔''

دل کا خوف الٰہی سے لرز جانا ہی مومن کی علامت ہے۔قرآن حکیم میں ہے۔

(۱) (البقرة ۷٤)
(۲) (سورة الحديد آيت ١٦)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا. (۱)

ترجمہ:۔ ''مومن تو خاص وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔''

اور دلوں سے اللہ تعالیٰ کا خوف اس وقت نکلتا ہے جب دل گناہوں کی سیاہیوں میں گھر جائیں درج ذیل آیات کس قدر واضح ہیں۔

☆ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ. (۲)

ترجمہ:۔ ہرگز نہیں بلکہ زنگ چھا گیا ہے ان کے دلوں پر (ان اعمال کی وجہ سے) جو وہ کماتے تھے۔

☆ فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ. (۳)

ترجمہ:۔ پس ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی پس (اب) وہ نہیں سمجھتے۔

آنکھوں سے آنسو بھی اس وقت ٹپکتے ہیں جب آدمی کے دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو پھر وہ لوگوں سے چھپ چھپ کر اپنے رب کو راضی کرنے کیلئے تنہائیوں میں آنسوؤں کی مالا پروتا رہتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ کے ڈر سے رونا بڑا مرغوب تھا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیه وسلم) خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ فَقَالَ: "لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا" فَغَطَّى أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ (صلی اللہ علیه وسلم) وُجُوهَهُمْ وَلَهُمْ خَنِينٌ۔(٤)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (ایک مرتبہ) ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس

---

(۱) (سورۃ الانفال آیت ۲) (۲) (مطففین آیت ۱٤) (۳) (منافقون آیت ۳)

(٤) (صحیح بخاری۔ کتاب الرقاق۔ باب قول النبی (صلی اللہ علیه وسلم) لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا)

جیسا خطبہ میں نے کبھی نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم وہ باتیں جان لو جن کا مجھے علم ہے تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور ان کی آہ وزاری کی آوازیں آنے لگیں تھیں۔

مومن کی تو ساری زندگی اللہ کی رضا کے شوق میں تڑپتے اور اس کے خوف اور پکڑ سے ڈرتے اور روتے گزرتی ہے لیکن کتنا بدنصیب ہے وہ شخص جس کے بال سفید ہو گئے کمر جھکنے لگی آنکھوں کا نور مدھم پڑنے لگا۔ مگر وہ ابھی تک گناہوں پر ڈٹا ہوا ہے۔ اس کا دل خوفِ الٰہی سے خالی ہے اور آنکھیں نم نہیں ہوتیں کاش وہ اپنے سر کی سفید دھوپ کو دیکھ کر عمر کے ڈوبتے ہوئے سورج کا ادراک کر سکے۔ اتنی لمبی عمر نے اب اس کیلئے کوئی عذر نہیں چھوڑا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

قَالَ (صلی اللہ علیہ وسلم) "اَعْذَرَ اللّٰهُ إِلٰى امْرِیءٍ اَخَّرَ اَجَلَهُ حَتّٰى بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً." (۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کیلئے کوئی عذر باقی نہ چھوڑا جس کی موت کو اس نے اتنا موخر کر دیا کہ وہ ساٹھ سال کو پہنچ گیا۔

آدمی خوفِ الٰہی سے کیوں نہیں روتا۔۔۔۔۔۔؟

اسکے کچھ اسباب ہیں ان میں سرفہرست دنیا اور اس کے مال و اسباب کی محبت کا غالب آ جانا ہے جب دل میں دنیا اور دنیا کی راحتوں کا سودا سما جائے پھر خوفِ الٰہی دل سے رخصت ہو جاتا ہے یہی سبب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا ہے جن کا شمار صحابہ کرام میں سے مالدار لوگوں میں ہوتا تھا۔ حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں:

اُتِیَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا بُرْدَةٌ اِنْ غُطِّيَ بِهَا رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ.

---

(۱) (بخاری کتاب الرقاق۔ باب من بلغ ستین سنة)

اَوْقَالَ اُعْطِیْنَا مِنَ الدُّنْیَا مَا اُعْطِیْنَا قَدْ خَشِیْنَا اَنْ تَکُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا. ثُمَّ جَعَلَ یَبْکِیْ حَتّٰی تَرَکَ الطَّعَامَ.(۱)

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس (افطاری کے وقت) کھانا لایا گیا جبکہ آپ روزے دار تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے ان کے کفن کے لئے صرف ایک چادر میسر آئی (جو اتنی سی تھی) کہ اس سے ان کا سر ڈھانپا جاتا تو ان کے پیر ننگے ہو جاتے اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر کھلا رہ جاتا۔ اس کے بعد ہمارے لئے دنیا فراخ کر دی گئی۔ جو تم دیکھ رہے ہو یا (یہ فرمایا) کہ ہمیں اتنی عطا کر دی گئی ہے جو ظاہر ہے ہم تو ڈر رہے ہیں کہ کہیں دنیا میں ہی ہمیں ہماری نیکیوں کا جلدی بدلہ تو نہیں دے دیا گیا' رونے لگ گئے یہاں تک کہ کھانا بھی چھوڑ دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا مال جہاد اور دینی کاموں میں ہی صرف ہوتا تھا۔ اس کے باوجود وہ دنیا کی فراخی اور مصعب رضی اللہ عنہ کی بے سروسامانی کے عالم میں شہادت کو دیکھ کر گھبرا رہے ہیں اور تعجب ہے اس آدمی پر جس پر دنیا فراخ ہے اور دولت کا استعمال دینی کاموں کی بجائے فضول رسومات اور اینٹوں کی عمارتیں کھڑی کرنے پر ہوتا ہے اور دل میں خوف و ڈر بھی نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسی ہی کیفیات سے ڈرا کرتے تھے۔ ان میں سے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم کی تو یہ حالت تھی کہ دل میں خوف الٰہی کا سمندر ہے اور تن پر چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَقَدْ رَاَیْتُ سَبْعِیْنَ مِنْ اَھْلِ الصُّفَّةِ مَامِنْھُمْ رَجُلٌ عَلَیْهِ رِدَاءٌ اِمَّا اِزَارٌ وَ اِمَّا کِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِیْ اَعْنَاقِھِمْ فَمِنْھَا مَا یَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَیْنِ وَمِنْھَا مَایَبْلُغُ الْکَعْبَیْنِ فَیَجْمَعُهُ بِیَدِهٖ کَرَاھِیَةَ اَنْ تُرٰی عَوْرَتُهُ.(۲)

ترجمہ:۔ میں نے ستر (۷۰) اہل صفہ کو دیکھا ان میں سے کسی کے پاس جسم کے اوپر کا پورا

(۱) (صحیح بخاری، کتاب الجنائز باب الکفن من جمیع المال)

(۲) (بخاری کتاب المساجد۔ باب نوم الرجال فی المسجد)

حصہ چھپانے کیلئے چادر نہیں تھی' کسی کے پاس نچلا دھڑ ڈھانکنے کے لئے ازار (پاجامہ' تہہ بند اور شلوار وغیرہ) ہوتی یا چادر جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے' وہ کپڑا کسی کی نصف پنڈلی تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک' پس وہ اسے اپنے ہاتھ سے اکٹھا کر کے رکھتے کہ کہیں ان کا قابل ستر حصہ عریاں نہ ہو جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆